تسنیم الاحسان فی حقوق الحیوان

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کردہ جانوروں کے
ساتھ حسن سلوک پر مشتمل بہترین اور حسین گلدستہ بنام:

انیمل رائیٹس اِن اسلام



مؤلف:

حضرت علامہ مولانا

مفتی ابو حنظلہ خالد تسنیم المدنی

غفر اللہ ذنبہ الخفی والجلی

تسنیم الاحسان فی حقوق الحیوان

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کردہ جانوروں کے ساتھ حسن سلوک پر مشتمل بہترین اور حسین گلدستہ بنام:

انیمل رائیٹس اِن اسلام



مؤلف:

حضرت علامہ مولانا

مفتی ابو حنظلہ خالد تسنیم المدنی

غفر اللہ ذنبہ الخفی والجلی

تَسنِيمُ الإِحسَانِ فِي حُقُوقِ الحَيَوَانِ

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کردہ جانوروں کے ساتھ حسن سلوک پر مشتمل بہترین اور حسین گلدستہ بنام

انیمل رائیٹس اِن اسلام

(Animal Rights In Islam)

جمع وترتیب:

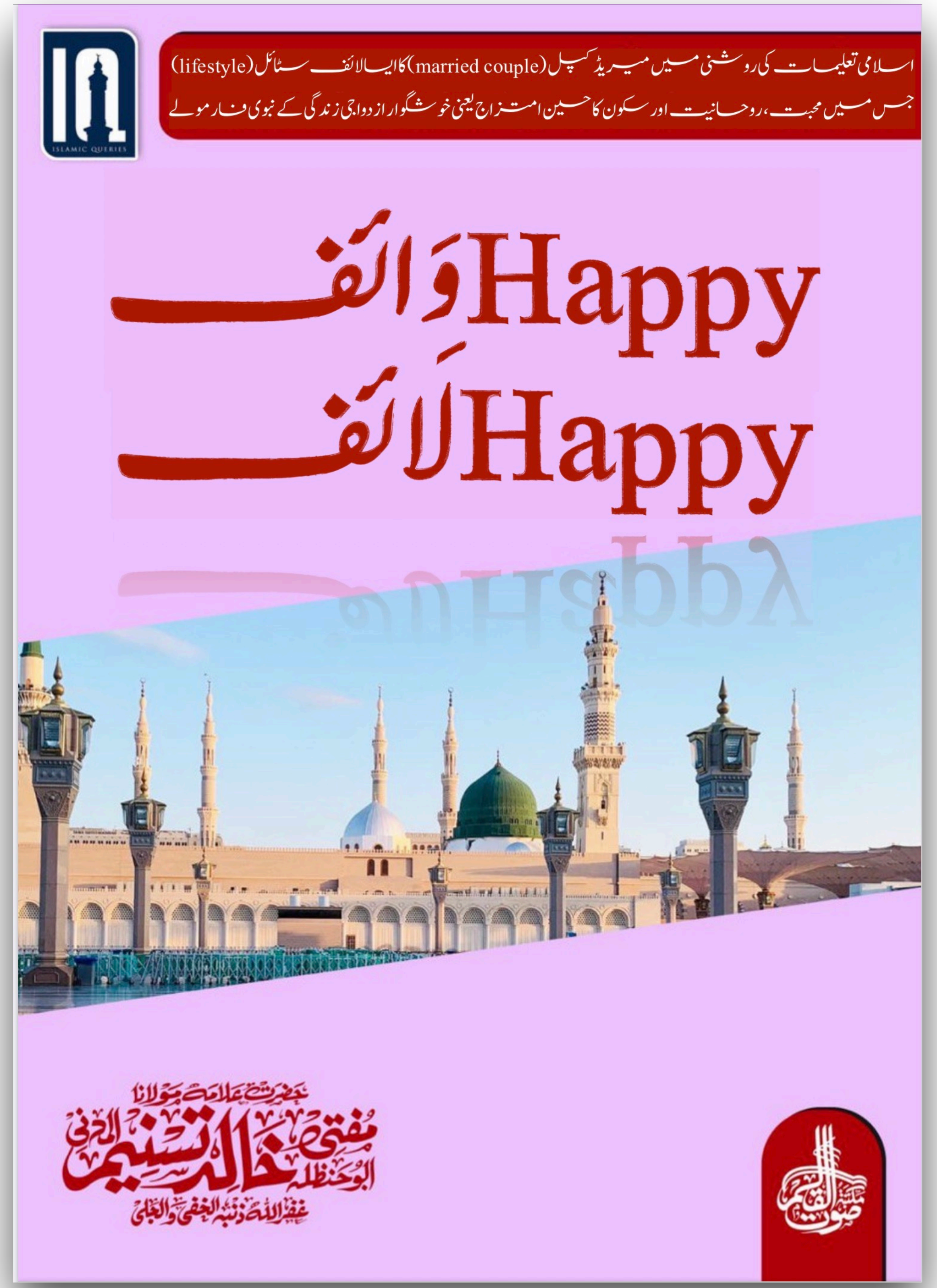
خالد تسنیم مدنی

مکتبہ صوت القلم

فہرست

136 موذی جانور بھی ہلیپ(Help) کرتے ہیں

137 خالد تسنیم کی تالیفات



تعارف

کتاب کانام: **انیمل رائیٹس اِن اسلام**

عنوان/موضوع: اصلاح معاشرہ

جمع وترتیب: خالد تسنیم مدنی (غفراللهُ الباري ذنبهَ الخفي و الجلي)

پروف ریڈنگ: حافظ ارشد القادری (سلمه الباري)

صفحات: 140

اشاعت اول: June,2026

پبلشر: مکتبہ صوت القلم

کتاب کو چھاپنے کے لئے نیچے دیئے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں

For feedback and suggestions please contact

+447429436326

کتاب کی خصوصیات

تَسۡنِیمُ الۡإِحۡسَانِ فِي حُقُوقِ الۡحَیَوَانِ بنام ‘‘انیمل رائیٹس ان اسلام’’ محض جانوروں کے حقوق پر ایک کتاب نہیں، بلکہ اسلام کی رحمت، عدل اور احسان پر مبنی تعلیمات کا ایک جامع تعارف ہے، جس میں قرآن و سنت کی روشنی میں حیوانات کے حقوق کو علمی، تحقیقی اور عصری انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

✤ قرآنی آیات کا خصوصی اہتمام

اس موضوع کو قرآنِ کریم کی آیات سے بھی مزین کیا گیا ہے تاکہ موضوع کا ثبوت براہِ راست وحیِ الٰہی کی روشنی میں سمجھا جاسکے۔

✤ آیاتِ قرآنی اعراب اور ترجمہ کے ساتھ

تمام قرآنی آیات کلر فل (colour full)، مکمل اعراب اور آسان اردو ترجمہ کے ساتھ درج کی گئی ہیں، جس سے تلاوت، فہم اور تدبر میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔

✤ احادیث مع حوالہ

احادیثِ نبویہ ﷺ کتبِ حدیث کے حوالہ جات کے ساتھ ذکر کی گئی ہیں، تاکہ علمی اعتماد اور تحقیقی معیار برقرار رہے۔

✤ حدیث سے حاصل ہونے والے اسباق

احادیث کے بعد ”سیکھنے کی باتیں“ کے تحت بہت عمدہ اور جدید انداز میں کچھ نکات شامل کیے گئے ہیں، تاکہ قاری علم کے ساتھ عمل کی راہ بھی حاصل کر سکے۔

✤ جدید اور مؤثر اسلوبِ تحریر

کتاب کا اندازِ بیان علمی ہونے کے ساتھ ساتھ عصرِ حاضر کے قاری کی ضرورتوں کے مطابق سادہ، رواں اور دلنشین رکھا گیا ہے قارئین کی سہولت کے لئے انگلش کے الفاظ کی ٹرانس لیٹریشن (Transliteration) بھی ساتھ لکھ گئی ہے تاکہ پڑھنے اور مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو۔

✤ اسلامی تعلیمات اور جدید Animal Rights کا تقابلی جائزہ

کتاب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اسلام نے چودہ سو سال قبل حیوانات کے وہ حقوق بیان کر دیے تھے جن پر آج دنیا انسانی ہمدردی اور انیمل ویلفئیر (Animal Welfare) کے نام سے گفتگو کر رہی ہے۔

✤ فقہی و تربیتی رہنمائی

جگہ جگہ موقعہ مناسبت کے حوالے سے جانوروں سے متعلق شرعی احکام، اخلاقی ذمہ داریاں اور عملی آداب کو اختصار اور جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

✤ دعوتِ فکر

کتاب قاری کو اس حقیقت پر غور کرنے کی دعوت دیتی ہے کہ جانوروں کے ساتھ حسنِ سلوک محض اخلاقی عمل نہیں بلکہ ایک دینی، انسانی اور اخروی ذمہ داری بھی ہے۔

انیمل رائٹس (AnimalRights)

یہ دین آیا ہے دنیا میں رحمت کے لیے
ہر ایک جان ہے قابل محبت کے لیے

نبی ﷺ نے روکا ہے جانور پر ظلم سے
دیا ہے درسِ شرافت، شرافت کے لیے

پرند و چرند سبھی رب کی مخلوق ہیں
نہ ان کو مارو فقط اپنی راحت کے لیے

جس نے کتے کو پانی پلایا تھا کبھی
ملی تھی اس کو جزا بھی، عبادت کے لیے

وہ اونٹ رو کے سناتا رہا اپنا دکھ درد
رسول رحمت ﷺ آئے اس کی حمایت کے لیے

نہ صرف انساں، ہر اک ذی روح ہے عزیز
خدا نے سب کو بنایا ہے حکمت کے لیے

نہیں ہے کھیل کسی چڑیا کا شکار کبھی
نہیں ملی یہ قوت کسی اذیت کے لیے

جو رحم کھائے مخلوقِ خدا پہ اس جہاں میں
وہ ہے اہلِ کرم، روزِ قیامت کے لیے

یہ دین دیتا ہے بیلنس(balance)زندگی میں ہمیں
کہ ظلم نہ ہو کسی کمزور خلقت کے لیے

تسنیمؔ رکھ یہ جذبۂ رحمت ہمیشہ تُو
یہی ہے راہِ جنت، ابد کی راحت کے لیے

انتساب

اس کتاب کو اُن تمام بے زبان مخلوقات کے نام جو اپنے درد کو زبان سے بیان نہیں کر سکتیں، مگر اپنے خالق کے ہاں ان کی آہیں اور فریادیں بھی سنی جاتی ہیں۔

اُن رحم دل انسانوں کے نام جو جانوروں کے ساتھ شفقت، نرمی اور حسنِ سلوک کو عبادت سمجھتے ہیں، اور اُنہیں محض خدمت و منفعت کا ذریعہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی امانت تصور کرتے ہیں۔ اور بالخصوص

سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن، خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن، شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن ﷺ کے نام

جنہوں نے انسانیت کو یہ درس دیا کہ ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے پر مغفرت مل سکتی ہے اور کسی جانور کو بھوکا رکھنے پر گرفت بھی ہو سکتی ہے۔

اللہ پاک میری اس کاوش کو قبول فرما کر میری، اہل خانہ، والدین، اساتذہ کرام اور جملہ معاونین کی بخشش فرمائے

خالد تسنیم مدنی

پیشِ لفظ

اسلام ایسا خوبصورت مذہب ہے، جس میں انسان تو انسان جانوروں کے بھی حقوق بیان کئے گئے ہیں۔ یقیناً یہ جانور جن سے ہم دودھ جیسی اعلیٰ غذا اور طرح طرح کے فوائد حاصل کرتے ہیں، اس بات کے حق دار ہیں کہ ہم بھی ان کی ضرورتوں کا خیال رکھیں، ان کے کھانے پینے میں کوئی کمی نہ ہونے دیں اور انہیں ہر طرح کی تکلیف سے بچائیں۔ یہ بے زبان مخلوق اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کر سکتی، ہم خود ان کا احساس کریں، انہیں وقت پر چارہ اور پانی دیں، گرمیوں کی چلچلاتی دھوپ اور سردیوں کی ٹھٹھرتی راتوں میں اِنہیں کھُلے آسمان تلے نہ چھوڑیں، ان سے محبت اور شفقت بھرا برتاؤ کریں، ان سے پہنچنے والی تکالیف پر صبر کریں اور اپنی کسی پریشانی کا غصّہ نکالنے کے لئے انہیں مت ماریں کہ یہ ظلم ہے اور قیامت کے روز اس کا حساب دینا ہو گا۔ کثیر احادیث میں جانوروں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے، ان کے لئے آسانی کرنے اور ان کے دانہ پانی کا

خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم ہریالی (سبزے) کے زمانے میں سفر کرو تو زمین سے اونٹوں کو ان کا حصہ دو اور جب تم خشک سالی میں سفر کرو تو زمین سے جلدی گزرو (تاکہ اونٹ کمزور نہ ہو جائیں) اور جب تم رات کے وقت آرام کے لئے اترو تو راستے سے الگ اترو کیونکہ وہ جانوروں کے راستے اور رات میں کیڑے مکوڑوں کے ٹھکانے ہیں۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب... الخ، ص 765، حدیث: 1926 دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت سہل بن حَنْظَلِیَّہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے اونٹ کے پاس سے گزرے، جِس کی پیٹھ پیٹ سے مل گئی تھی تو ارشاد فرمایا: ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ پاک سے ڈرو، اِن پر اچھی طرح سوار ہوا کرو اور اِنہیں اچھی طرح کھلایا کرو۔

(ابو داود، کتاب الجہاد، باب مایؤمر بہ من القیام... الخ، ص 407، حدیث: 2548 دار الکتب العلمیہ بیروت)

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے نفع عام کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

خالد تسنیم مدنی

کچھ مؤلف کے بارے

حضرت علامہ ابو حنظلہ خالد تسنیم مدنی پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہر گجرات کے نواحی ایک قصبے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر اور قصبہ کی مرکزی جامع مسجد سے حاصل کی درس نظامی کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز لاہور کی عظیم درسگاہ، جامعۃ المدینہ کاہنہ نو سے کیا اور وہی سے فراغت حاصل کی۔ شوق و محنت اور اعلیٰ ذہانت کی وجہ سے ان کا کلاس میں نمایاں علمی مقام تھا، بہت محنتی اور سلیقہ مند طالب علم تھے، سبق کو کلاس میں ہی اچھے سے سمجھ لیا کرتے اور کلاس کے بعد اپنے کلاس فیلوز کے ساتھ تعلیمی حلقوں میں ان کی مدد کرتے اور اپنا سبق رات کو جب سب سو جاتے تب دہرائی اور اگلے دن کے سبق کی تیاری و عربی شروحات کا مطالعہ کرتے، علمی ابحاث میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اسی وجہ سے دوران طالب علمی اساتذہ کی خاص شفقتیں ان پر رہیں جن کی بدولت جامعہ کے ہونہار طالب علم کے طور پر ابھرے۔

درسی نظامی سے فراغت پر نہ صرف امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے ہاتھوں سے آپ کے سر پر دستار بندی فرمائی بلکہ ایک قلم بھی تحفۃً عنایت فرما کر گویا امت مسلمہ کی اصلاح کا کام قلم کے ذریعے کرنا بھی آپ کے سپرد فرمایا۔

آپ ذہین و فطین اور درسی اسباق پر مضبوط گرفت ہونے کی وجہ سے اساتذہ نے
دوران طالب علمی ہی تدریس کا حکم دے دیا تھا پس 2008ء سے لے کر تادم
تحریر (2026) آپ مسلسل درسِ نظامی کی مروجہ درسی کتب تدریس فرمارہے ہیں
(پہلے اپنے مادری وطن پاکستان میں اور تاحال یوکے میں) دراصل موصوف دینی
تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم میں بھی یکسر نمایاں رہے اور دینی تعلیم کے ساتھ
ساتھ ذاتی طور پر پنجاب یونیورسٹی (Punjab University) سے بھی تعلیمی
سلسلہ جاری رکھا ہوئے تھے اسی لیے آپ ابتداءً تعلیمی سرگرمیوں کے سلسلے میں ہی
لندن والتھم کالج (London Waltham College) تشریف لائے
اور پھر ساتھ ہی اصلاح امت کے پیشِ نظر دین متین کی اشاعت وترویج کے لیے
یوکے (UK) میں اپنی دینی خدمات بصورت درس وتدریس، وعظ و تبلیغ سرانجام
دیتے رہے اور تاحال یوکے (UK) ہی میں درسی کتب کی تدریس کا سلسلہ جاری ہے
اور اب تو نہ فقط پاکستان میں بلکہ یوکے (UK) بھر میں آپ کے برٹش اسٹوڈنٹس
(British students) بھی عالم بن کر آگے علم کی شمع روشن کرتے ہوئے
منصبِ تدریس پر فائز ہیں

آپ نے بیسیوں اساتذہ سے فیضِ اکتساب حاصل کیا ہے سب کے نام ذکر کرنا مشکل
ہے البتہ آپ کے حدیث اور تخصص فی الفقہ کے چند اساتذہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں
استاد العلماء، شیخ الحدیث علامہ غلام شبیر سعیدی (حفظہ اللہ القوی)

استاد العلماء، شیخ الحدیث، شارح ترمذی مفتی محمد ہاشم خان مدنی (سلمہ الغنی)

استاد العلماء، شیخ الحدیث، علامہ محمد عامر حمید مدنی (سلمہ الغنی)

جامع المعقول والمنقول، استاد العلماء، شیخ الحدیث، محمد خلیل مدنی (رحمہ اللہ)

استاد العلماء، رئیس دار الحدیث والافتاء، جامعۃ النور جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان، ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی (عفی عنہ)

رئیس دارالافتاء دارالعلوم حشمت رضا، مفتی عطاء محمد مشاہدی (عفی عنہ)

رئیس دارالافتاء فیضان شریعت، ابواطہر مفتی محمد اظہر مدنی (سلمہ الغنی)

ویسے تو آپ اسلامک کوئیرز (Islamic queries) کی شکل میں لوگوں کی علمی پیاس بصورت سوال وجواب بجھاتے ہی رہتے ہیں انتہائی مصروفیت کے باوجود آپ اپنی تالیفی خدمات کی صورت میں مندرجہ ذیل کتب ترتیب دے چکے ہیں

۱-ایام معدودات اور آپ کے سوالات (کتاب الصیام) (اردو، انگلش)

۲-ایام معدودات اور آپ کے سوالات (کتاب الصدقات)

۳-ایام معدودات اور آپ کے سوالات (کتاب الزکاۃ)

۴-ماہ مواسات اور آپ کے سوالات کے جوابات (اردو، انگلش)

۵-سوشل میڈیا استعمال کرنے کے اسلامی آداب (اردو، انگلش)

٦-اسماء سور القرآن و وجوهها(قرآنی سورتوں کے نام رکھنے کی حکمتیں)

٧-الاسماء القرآنية ليوم القيامة(روز قیامت کے قرآنی نام)

٨-زبدۃ البيان في خلاصة سور القرآن (قرآنی سورتوں کے مضامین کا خلاصہ)

٩-سردی کا موسم اور ہم

١٠-ایک گناہ سترہ گواہ

١١-ہیومن رائٹس اور ہمارا اسلام (اردو، انگلش)

١٢-مسائل صراط الجنان(حصہ 1)

١٣-مسائل صراط الجنان(حصہ 2)

١٤-مسائل صراط الجنان(حصہ 3)

١٥-مسائل صراط الجنان(حصہ 4)

١٦-مسائل صراط الجنان(حصہ 5)

١٧-مسائل صراط الجنان(حصہ 6)

١٨-عقائدِ اہلسنت

١٩-گناہ دھونے والا صابن

٢٠-اوور سیز اور وقتِ قربانی(اردو انگلش)

٢١- الرقية الشرعية

٢٢-تسمیہ کے احکام شرعیہ

٢٣-بچوں کے تحائف کا شرعی حکم

٢٤ -يسألونك (وہ آپ سے پوچھتے ہیں)

٢٥-گھیراؤ جلاؤ پتھراؤ اور اسلامی تعلیمات

٢٦-محبت اللہ جن سے کرتا ہے

٢٧-قوت حافظہ بڑھانے والے وظائف

٢٨-نکاح کا پرپوزل(اردو، انگلش)

۲۹-زیارات مقامات مقدسہ (ترکی کا سفر)
۳۰-مردمیدان عرب
۳۱-ٹھنڈے سوالات، گرما گرم جوابات
۳۲-مراتب علم
۳۳-Babies کے اسلامی نام
۳۴-قدم بقدم سوئے حرم
۳۵-حدیث نبوی کا پیغام دور حاضر کے نام
۳۶-Happy وائف، Happy لائف
۳۷۔مزاجِ تسنیم
۳۸۔خواتین کے سوالات، رحمۃللعالمین ﷺ کے جوابات
۳۹۔نسلِ نو کی تربیت اور اندازِ نبوی
۴۰۔پرائیویسی اور اسلام
۴۱۔انیمل رائیٹس اِن اسلام

اور ہنوز مزید سلسلہ جاری ہے،اللہ پاک آپ کو درازی عمر بالخیر عطا فرمائے اور آپ کے وجود سے دین اسلام کی اشاعت کو مزید عروج بخشے (آمین)

سید کلیم افضل مدنی

(گوجرانوالہ پاکستان)

تقریظ جلیل

پاسبانِ عقائدِ اہلِ سنت، استاد العلماء، واعظِ شریں بیاں، صَدرُ المدرسین، عالم نبیل، فاضل جلیل، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا ابو الایمن حامد رضا مصطفائی عطاری (دامت برکاتھم العالیۃ)

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین، أما بعد!

کم و بیش تین ہفتے قبل ہمارے ایک کرم فرما، مُحبّی واخی فی اللہ مولانا خالد تسنیم مدنی صاحب نے واٹس اپ کال (what's app call) کے ذریعے رابطہ کیا سلام دعا اور مختصر تعارف کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت سے تو ہماری دیرینہ شناسائی تھی تاہم کئی سال عدم رابطہ کی وجہ سے ان کی علمی و تحقیقی مصروفیات سے آگاہی نہ ہو سکی حالانکہ ان کی ایک تالیفی کاوش "**عقائد عباد الرحمن من تفسیر صراط الجنان**" المعروف "تفسیر صراط الجنان کی روشنی میں عقائد اہل سنت" کچھ ہی دن پہلے میں نے خرید کر منگوائی تھی لیکن اس طرف خیال تک نہ گیا کہ یہ خالد تسنیم مدنی کون ہیں کہ مقصود کتاب سے استفادہ تھا۔

پھر اچانک سے جب انہوں نے اپنی تصنیفی خدمات کے متعلق بتایا تو ایک حیرت انگیز خوشی ہوئی کہ موصوف تو ماشاءاللہ ایک بہترین مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم مصنف بھی ہیں۔

نسل نو کے ذہنی لیول (Level) اور اپروچ (Approach) کو مدّنظر رکھتے ہوئے منفرد اور اچھوتے موضوعات پر ماشاءاللہ خوب لکھتے ہیں۔

موصوف ایک عرصہ سے یوکے (برطانیہ) کے جامعۃ المدینہ میں تدریسی فرائض سر انجام دینے کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف سے بھی مسلسل وابستگی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ میری معلومات کے مطابق اب تک مختلف موضوعات کے تحت کم و بیش چالیس چھوٹی بڑی کتب ورسائل تصنیف کر چکے ہیں۔

جن کے مین ٹائٹل (Main Title) اور فہارس دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ماشاءاللہ موصوف وسیع المطالعہ ہونے کے ساتھ ساتھ کتاب وسنت کا گہرا فہم رکھتے ہیں۔

مولانا خالد تسنیم مدنی دام ظلہ العالی نے اپنے ایک نو تصنیف شدہ رسالے "**تَسْنِيمُ الْإِحْسَانِ فِي حُقُوقِ الْحَيَوَانِ**" بنام "انیمل رائیٹس ان اسلام" (یعنی اسلام میں جانوروں کے حقوق) کا ایک نسخہ پی ڈی ایف کی صورت میں مجھے ارسال کیا اور اس پر کچھ تاثرات لکھنے کا فرمایا۔

رسالہ ھذا کو میں نے مختلف مقامات سے پڑھا موصوف نے اپنے منفرد اور اچھوتے انداز کو برقرار رکھتے ہوئے اسلام کے اس خوبصورت پہلو کو بھی بڑی عمدگی سے بیان

کیاہے۔ جانوروں، پرندوں یہاں تک کہ حشرات الارض کے متعلق قرآن و حدیث کی تعلیمات اور صحابہ کرام کا مبارک عمل کیاہے بڑی وضاحت سے ذکر کیاہے۔

رسالہ ھذامیں جانوروں کے حقوق کے تعلق سے بیان کردہ اسلامی تعلیمات سے بخوبی اندازہ لگایاجاسکتاہے کہ انسانی حقوق کاسب سے عظیم ترین چارٹر (Charter) بھی اسلام نے ہی عطافرمایاہے۔

ایک جانور کی دیکھ بھال اور ضرورتااس کے ذبح کی صورت میں جس محبت و شفقت اور نرمی کادرس اسلام نے دیاہے دنیاکاکوئی مذہب اس کاعشرِ عشیر (دسواں حصہ) بھی پیش نہیں کرسکتا۔۔۔

اللہ کریم مولاناخالد تسنیم مدنی کااقبال بلند فرمائے اوران کی توفیقاتِ دینیہ میں مزید اضافہ فرمائے۔

آمین بجاہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم

از۔۔۔ابوالایمن

مدرس جامعۃ المدینہ کاہنہ نولاہور پاکستان

22 ذوالحجۃ الحرام 1447 بمطابق 8جون 2026

تقریظ جمیل

شیخ الحدیث، استاد العلماء، استاد المدرسین، فاضلِ گلستانِ جوہر
حضرت علامہ مولانا ابو البرہان طارق اقبال مدنی عطاری
(مدظله العالي)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمدٍ خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين،أما بعد:

اسلام دینِ رحمت ہے، جس کی رحمت صرف انسانوں تک محدود نہیں بلکہ تمام مخلوقات کو شامل ہے۔یہی وجہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ نے حیوانات کے ساتھ حسن سلوک، شفقت اور عدل کا ایسا جامع نظام پیش کیا ہے جس کی مثال دیگر انسانی قوانین میں مشکل سے ملتی ہے۔چنانچہ اہلِ علم نے بجا فرمایا ہے:

الرِّفْقُ بِالْحَيَوَانِ مِنْ مَحَاسِنِ الشَّرِيعَةِ وَمِنْ دَلَائِلِ كَمَالِ الرَّحْمَةِ

ترجمہ "جانوروں کے ساتھ نرمی اور حسنِ سلوک شریعت کے محاسن اور کامل رحمت کی نشانیوں میں سے ہے۔"

زیرِ نظر کتاب **"اینمل رائٹس ان اسلام"** کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ اس کے صفحات سے گزرنے کے بعد یہ تاثر مزید مضبوط ہوا کہ مؤلفِ محترم، مولانا

خالد تسنیم مدنی صاحب نے نہایت عرق ریزی، تحقیق اور اخلاص کے ساتھ اس اہم موضوع کو قلم بند کیا ہے۔ انہوں نے اسلامی ذخیرہِ علم سے ایسے دلائل و شواہد جمع کیے ہیں جو اسلام کے عالمگیر پیغامِ رحمت کو نمایاں کرتے ہیں۔

علماءِ ربانیین امت کی فکری و علمی رہنمائی کا سرچشمہ ہوتے ہیں، اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ

ترجمہ: "علماء انبیاء کے وارث ہیں۔"

مولانا خالد تسنیم مدنی صاحب کا قلم بھی اسی علمی وراثت کی خوشبو لیے ہوئے ہیں محسوس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچیدہ مضامین کو سہل، مؤثر اور دل نشین انداز میں پیشکرنے کی خاص صلاحیت عطا فرمائی ہے۔

ان کی تحریروں میں علمی استناد کے ساتھ ساتھ دعوت، اصلاح اور خیر خواہی کا جذبہ بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مؤلف نے محض معلومات جمع کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ موضوع کے مختلف پہلوؤں کو تحقیقی اور تربیتی انداز میں پیش کیا ہے۔

جانوروں کے حقوق کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات در حقیقت اسلامی رحمت و انسانیت کا روشن عنوان ہیں، اور اسی مفہوم کو ایک عربی مقولہ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"مَنْ رَحِمَ الْحَيَوَانَ رَحِمَهُ الرَّحْمٰنُ"

"جو جانوروں پر رحم کرتا ہے، رحمٰن اس پر رحم فرماتا ہے۔"
عصرِ حاضر میں جبکہ حیوانات کے ساتھ بے رحمی اور ان کے حقوق سے غفلت کے واقعات عام ہوتے جارہے ہیں، یہ کتاب ایک اہم علمی و اصلاحی خدمت کی حیثیت رکھتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ تصنیف علماء، طلبہ، ائمہ، خطباء اور عام قارئین سب کے لیے مفید ثابت ہو گی اور معاشرے میں مخلوقِ خدا کے ساتھ رحم و شفقت کے جذبے کو فروغ دینے کا ذریعہ بنے گی۔
اللہ کریم مؤلف کے قلم میں مزید برکتیں نازل فرمائے اور اس خدمتِ دین کو ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

واللہ الموفق

الفقیر الی عفو ربہ
شیخ الحدیث ابو البرھان طارق عطاری مدنی غفرلہ
برمنگھم (برطانیہ)

تاثرات اکاڑوی

خطیب ذیشان ،مقرر شعلہ بیان، استاد العلماء، شیخ الحدیث
حضرت علامہ مولانا ابو ہریرہ محمد حمزہ مدنی (سلمہ الغنی)

بدلتے حالات نے اسلام کو بہت سارے چیلنجز (Challenges) کے درمیان لا کھڑا کیا۔ کہیں نظریاتی چیلنجز (Challenges) اور کہیں اسلامی تہواروں پر دشمن کی یلغار، افسوس یہ کہ ان میں نام کے مسلمانوں کی حمایت کی بھی بھرمار ہے۔ کبھی یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اسلام میں عورتوں کے حقوق موجود نہیں (معاذاللہ)، تو کبھی یہ راگ الاپا جاتا ہے کہ مذہب اور انسانیت جدا ہیں۔

لبرل (liberal) اور سیکولر (secular) طبقہ جانوروں کے حقوق کی آڑ میں یہ وار کرتا ہے کہ اہل اسلام جانوروں کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے۔

ذی قدر و ذی احتشام حضرت علامہ مولانا خالد تسنیم مدنی صاحب نے یہ فریضہ نہایت خوبی سے سرانجام دیا کہ جانوروں کے حقوق بنام: **"اینمل رائٹس ان اسلام"** کو کتابی شکل میں جمع فرمایا۔ دو چار برس کی بات نہیں تقریباً چوتھائی صدی قبل کا قصہ ہے کہ حضرت محترم المقام خالد صاحب نے جس جُہد مسلسل اور تگ و دو سے علمی مراحل کو طے فرمایا، کاہنہ نو فیضانِ مدینہ لاہور کے در و دیوار آج بھی اس کے گواہ ہیں۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے اور یہ بات ایسی ہے کہ اس پر حلف

بھی اٹھا سکتا ہوں کہ ظہر کے بعد جبکہ دیگر طلبہ وقفہ آرام میں نیند کی آغوش میں ہوتے تھے، محتشم مبلغِ یورپ خالد تسنیم مدنی صاحب اس وقفہ آرام میں بھی یا تو اپنے اسباق کی تیاری میں مصروف ہوتے یا اسباق میں دیگر طلبہ کی معاونت میں مصروف ہوتے۔

اللہ کریم حضرت کو اپنی جناب سے اس تصنیفِ لطیف پر اعلیٰ جزاء عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

ابوہریرہ محمد حمزہ مدنی سلمہ الغنی

جامعۃ المدینہ خواجہ ارشد حیدر ٹاؤن اوکاڑہ (پاکستان)

انیمل رائیٹس ان اسلام

(Animal Rights In Islam)

اللہ تعالٰی نے اس کائنات میں انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اسے دیگر مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی۔ لیکن یہ فضیلت کوئی مطلق اختیار نہیں کہ انسان جو چاہے کرتا پھرے، بلکہ اس فضیلت کے ساتھ ایک بڑی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے اور وہ ذمہ داری ہے دیگر مخلوقات کے ساتھ رحم، انصاف اور حسنِ سلوک کا برتاؤ کرنا۔

ہم اکثر انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں، جلسے کرتے ہیں، تقریریں کرتے ہیں لیکن ہم بھول جاتے ہیں کہ جانور بھی اس دھرتی کے اتنے ہی باسی ہیں جتنے کہ ہم۔ وہ بول نہیں سکتے، اپنا درد بیان نہیں کر سکتے، کسی عدالت میں فریاد نہیں کر سکتے لیکن ان کا درد حقیقی ہے، ان کی بھوک حقیقی ہے، اور ان کے ساتھ ہونے والا ظلم بھی حقیقی ہے۔

ہمارے دین اسلام نے چودہ سو سال پہلے ہی جانوروں کے حقوق کا تعین کر دیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت کو صرف اس لیے جہنم میں ڈالا گیا کیونکہ اس نے ایک بلی کو باندھ کر بھوکا مار دیا، اور ایک گنہگار شخص کو صرف اس لیے جنت مل گئی کیونکہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا۔ یہ احادیث ہمیں بتاتی ہیں کہ جانوروں سے سلوک محض ایک سماجی (Social) معاملہ نہیں، بلکہ یہ ہمارے اخلاق (Moral) اور ہماری آخرت سے جڑا ہوا معاملہ ہے۔

آج کے اس جدید دور میں جہاں ہم سائنس(Science)اور ٹیکنالوجی(Technology)میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں، وہاں جانوروں پر ظلم بھی اسی تیزی سے بڑھا ہے۔انہیں تنگ پنجروں میں بند رکھا جاتا ہے، ان پر تجربات کیے جاتے ہیں، انہیں محض تفریح کے لیے اذیت دی جاتی ہے، اور سڑکوں پر آوارہ جانوروں کو خوراک اور پانی کے بغیر تڑپتا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ سب ہماری بے حسی اور اخلاقی پستی کی علامات ہیں۔

جانوروں کے حقوق ایک اہم ذمہ داری

جانوروں کے حقوق کا مطلب یہ نہیں کہ ہم انہیں انسانوں کے برابر درجہ دیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم انہیں ان کی بنیادی ضروریات خوراک، پانی، پناہ اور تکلیف سے نجات فراہم کریں۔ان کے ساتھ بے رحمی نہ کریں، انہیں بلاوجہ اذیت نہ دیں، اور اگر ہمارے بس میں ہو تو ان کی مدد کریں۔

یاد رکھیں کسی قوم کی تہذیب کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ وہ اپنے بے زبان جانوروں کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہے۔ اگر ہم واقعی ایک مہذب اور انسانیت دوست معاشرہ بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں جانوروں کے حقوق کو بھی اتنی ہی سنجیدگی سے لینا ہوگا جتنی سنجیدگی سے ہم انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں۔

جس طرح ہم پر انسانوں کے حقوق ہوتے ہیں اسی طرح جانوروں کے بھی ہم پر حقوق ہیں، لہٰذا جانوروں کو بلاوجہ شرعی تکلیف پہنچانا جائز نہیں۔ چنانچہ

جانوروں کے بھی رائیٹس (Rights) ہیں

حضرتِ سیّدُنا احنف بن قَیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم وفُد کی صورت میں ایک بار بارگاہِ فاروقی میں عظیم فتح کی خوشخبری لے کر حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا: تم لوگ کہاں ٹھہرے ہو؟ میں نے جگہ کے بارے میں بتایا تو آپ رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ اس جگہ تک آئے اور ہر سواری کو غور سے دیکھتے رہے، پھر فرمایا: تم لوگ اِن سواریوں کے معاملے میں اللہ عزوجل سے نہیں ڈرتے؟ تم نہیں جانتے کہ ان جانوروں کا بھی تم پر حق ہے!

(تاریخ دمشق، ۴۴/ ۲۹۱ ملتقطاً)

قران کی روشنی میں جانور کی دیکھ بھال

جانورں کی اہمیت اور ان کا اسلام میں کیا مقام ہے اس کو بتلانے کے لیے یہ بتلادینا کافی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی لاریب آفاقی کتاب قرآن کریم نے متعدد جانوروں اور حیوانات کا تذکرہ کیا ہے، اتنا ہی نہیں، بلکہ کئی ایک سورتیں جانوروں کے نام سے موسوم ہیں، جیسے: سورۃ البقرۃ (گائے)، سورۃ الأنعام (چوپائے)، سورۃالنحل (شہد کی مکھی)، سورۃالنمل (چیونٹی)، سورۃالعنکبوت (مکڑی)، سورۃالفیل (ہاتھی)۔ اب آیئے ہم قرآن مجید سے صرف ایک واقعہ

نقل کرتے ہیں جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ(23) فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ(24) فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ(25) قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ(26) قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَ مَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ(27)

ترجمہ: اور جب وہ مدین کے پانی پر تشریف لائے تو وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان کے دوسری طرف دو عورتوں کو دیکھا جو اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں۔ موسیٰ نے فرمایا: تم دونوں کا کیا حال ہے؟ وہ بولیں: ہم پانی نہیں پلاتیں جب تک سب چرواہے پلا کر پھیر نہ لے جائیں اور ہمارے

باپ بہت بوڑھے ہیں۔ تو موسیٰ نے ان دونوں کے جانوروں کو پانی پلادیا پھر سائے کی طرف پھرے اور عرض کی: اے میرے رب! میں اس خیر (کھانے) کی طرف محتاج ہوں جو تو میرے لیے اتارے۔ توان دونوں لڑکیوں میں سے ایک حضرت موسیٰ کے پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی (اور) کہا: میرے والد آپ کو بلارہے ہیں تاکہ آپ کواس کام کی مزدوری دیں جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔ تو جب موسیٰ اس (والد) کے پاس آئے اور اسے (اپنے) واقعات سنائے تواس نے کہا: ڈرو نہیں، آپ ظالموں سے نجات پاچکے ہو۔ ان میں سے ایک نے کہا: اے میرے باپ! ان کو ملازم رکھ لو بیشک آپ کا بہتر نوکر وہ ہوگا جو طاقتور اور امانتدار ہو۔۔ (انہوں نے) فرمایا: میں چاہتاہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ اس مہر پر تمہارا نکاح کردوں کہ تم آٹھ سال تک میری ملازمت کرو پھر اگر تم دس سال پورے کردو تو وہ (اضافہ) تمہاری طرف سے ہوگا اور میں تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ ان شآءاللہ عنقریب تم مجھے نیکوں میں سے پاؤ گے۔

(سورۃ القصص:27-23)

آیات کا تفسیری خلاصہ

ان آیات میں بیان کردہ واقعہ کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ

جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام مدین پہنچے تو شہر کے کنارے پر موجود ایک کنوئیں پر تشریف لائے جس سے وہاں کے لوگ پانی لیتے اور اپنے جانوروں کو سیراب کرتے تھے۔ وہاں آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا

کہ وہ اپنے جانوروں کو پانی پلارہے ہیں اور ان لوگوں سے علیحدہ دوسری طرف دو عورتیں کھڑی ہیں جو اپنے جانوروں کو اس انتظار میں روک رہی ہیں کہ لوگ پانی پلا کر فارغ ہو جائیں اور کنواں خالی ہو کیونکہ کنوئیں کو مضبوط اور طاقتور لوگوں نے گھیر رکھا تھا اور ان کے ہجوم میں عورتوں سے ممکن نہ تھا کہ وہ اپنے جانوروں کو پانی پلا سکیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سے فرمایا: تم دونوں اپنے جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ انہوں نے کہا: جب تک سب چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس نہیں لے جاتے تب تک ہم پانی نہیں پلاتیں کیونکہ نہ ہم مردوں کے مجمع میں جا سکتی ہیں نہ پانی کھینچ سکتی ہیں اور جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس ہو جاتے ہیں تو حوض میں جو پانی بچ جاتا ہے وہ ہم اپنے جانوروں کو پلا لیتی ہیں اور ہمارے باپ بہت ضعیف (Weak) ہیں، وہ خود یہ کام نہیں کر سکتے اس لئے جانوروں کو پانی پلانے کی ضرورت ہمیں پیش آئی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کی باتیں سنیں تو آپ کو رحم آیا اور وہیں دوسرا کنواں جو اس کے قریب تھا اور ایک بہت بھاری پتھر (Heavy Stone) اس پر رکھا ہوا تھا جسے بہت سے آدمی مل کر ہٹا سکتے تھے، آپ نے تنہا اسے ہٹا دیا اور ان دونوں خواتین کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ اس وقت دھوپ اور گرمی کی شدت تھی اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا جس کی وجہ سے بھوک کا غلبہ تھا، اس لئے جانوروں کو پانی پلانے کے بعد آرام حاصل کرنے کی غرض سے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! عزوجل، میں اس کھانے کی طرف محتاج ہوں جو تو میرے لیے اتارے۔

(خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۲۳-۲۴، ۳ / ۴۲۹، مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۲۳-۲۴، ص ۸۶۵-۸۶۶، ملتقطاً)

حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو باقاعدہ کھانا تناوُل فرمائے پورا ہفتہ گزر چکا تھا، اس عرصے میں کھانے کا ایک لقمہ تک نہ کھایا اور شکم مبارک پُشْتِ اقدس سے مل گیا تھا، اس حالت میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے ربّ عزوجل سے غذا طلب کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت قرب و منزلت رکھنے کے باوجود انتہائی عاجزی اور اِنکساری کے ساتھ روٹی کا ایک ٹکڑا طلب کیا اور جب وہ دونوں صاحب زادیاں اس دن بہت جلد اپنے مکان پر واپس تشریف لے آئیں تو ان کے والد ماجد نے فرمایا "آج اس قدر جلد واپس آجانے کا کیا سبب (Reason) ہوا؟ انہوں نے عرض کی: ہم نے کنویں (Well) کے پاس ایک نیک مرد پایا، اس نے ہم پر رحم کیا اور ہمارے جانوروں کو سیراب کر دیا اس پر ان کے والد صاحب نے ایک صاحبزادی سے فرمایا کہ جاؤ اور اس نیک مرد (Pious Man) کو میرے پاس بلا لاؤ۔

بنتِ شعیب علیہ الصلوۃ والسلام شرم و حیا کا پیکر

چنانچہ ان دونوں میں سے ایک صاحب زادی حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس چہرہ آستین (Sleeve) سے ڈھکے، جسم چھپائے، شرم سے چلتی ہوئی آئی۔ یہ بڑی صاحبزادی تھیں، ان کا نام صفوراء ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس پہنچ کر انہوں نے کہا: میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ کو اس کام کی مزدوری دیں جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اجرت لینے پر تو راضی نہ ہوئے لیکن حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت اور ان سے

ملاقات کرنے کے ارادے سے چلے اوران صاحبزادی صاحبہ سے فرمایا کہ آپ میرے پیچھے رہ کر رستہ بتاتی جایئے۔ یہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے پردہ کے اہتمام کے لئے فرمایااوراس طرح تشریف لائے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس پہنچے تو کھاناحاضر تھا، حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''بیٹھ کر کھانا کھایئے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کی یہ بات منظور نہ کی اور فرمایا''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتاہوں۔ حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''کھانانہ کھانے کی کیاوجہ ہے، کیاآپ کو بھوک نہیں ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا'' مجھے اس بات کااندیشہ ہے کہ یہ کھانامیرے اُس عمل کا عِوَض نہ ہو جائے جو میں نے آپ کے جانوروں کو پانی پلا کرانجام دیا ہے، کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں کہ نیک عمل پر عوض لینا قبول نہیں کرتے۔ حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''اے جوان! ایسانہیں ہے، یہ کھاناآپ کے عمل کے عوض میں نہیں بلکہ میری اور میرے آباؤاَجداد کی عادت ہے کہ ہم مہمان نوازی کیاکرتے ہیں اور کھاناکھلاتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام بیٹھ گئےاور آپ نے کھاناتناول فرمایااوراس کے بعد تمام واقعات واحوال جو فرعون کے ساتھ گزرے تھے، اپنی ولادت شریف سے لے کر قبطی کے قتل اور فرعونیوں کے آپ کے درپے جان ہونے تک، سب حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام سے بیان کر دیئے۔

حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''فرعون اور فرعونیوں سے ڈریں نہیں،

اب آپ ظالموں سے نجات پاچکے ہیں کیونکہ یہاں مدین میں فرعون کی حکومت و سلطنت(Kingdom)نہیں۔

(خازن، القصص، تحت الآیۃ:۲۵، ۳ / ۴۲۹-۴۳۰، مدارک، القصص، تحت الآیۃ:۲۴-۲۵، ص۸۶۶-۸۶۷، ملتقطاً)

ملازم یا اجیر(Employee)کیسا ہونا چاہیے؟

جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کھانا وغیرہ کھاچکے اور گفتگو بھی کرلی تو حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک بیٹی نے عرض کی، ابا جان آپ انھیں اجرت پر ملازم رکھ لیں کہ یہ ہماری بکریاں چرایا کریں اور یہ کام ہمیں نہ کرنا پڑے، بے شک اچھا ملازم(Employee)وہی ہوتا ہے جو طاقتور بھی ہو اور امانتدار بھی ہو۔اس پر حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی صاحب زادی سے دریافت کیا کہ تمہیں ان کی قوت وامانت کا کیسے علم ہوا؟ صاحب زادی نے عرض کی: قوت تو اس سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے تنہا کنوئیں(Well)پر سے وہ پتھر اُٹھالیا جس کو دس سے کم آدمی نہیں اُٹھا سکتے اور امانت اس سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے ہمیں دیکھ کر سر جھکالیا اور نظر نہ اُٹھائی اور ہم سے کہا کہ تم پیچھے چلو ایسا نہ ہو کہ ہوا سے تمہارا کپڑا اڑے اور بدن کا کوئی حصہ نمودار(Appear)ہو۔

لڑکی والوں کی طرف سے پرپوزل(Proposal)

یہ سن کر حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا: "میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ اس مہر پر تمہارا نکاح کردوں کہ تم آٹھ سال تک میری ملازمت کرو پھر اگر تم دس سال پورے کردو تو یہ اضافہ تمہاری طرف سے مہربانی ہوگی اور تم پر واجب نہ ہوگا اور میں

تم پر کوئی اضافی مشقت نہیں ڈالنا چاہتا۔ اِنْ شَآءَاللہ عنقریب تم مجھے نیکوں میں سے پاؤ گے تو میری طرف سے معاملے میں اچھائی اور عہد کو پورا کرنا ہی ہو گا۔ حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد پر بھروسہ کرنے کے لئے اِنْ شَآءَاللہ فرمایا۔

(بغوی، القصص، تحت الآیۃ:۲۶-۲۷، ۳ / ۳۸۰، مدارک، القصص، تحت الآیۃ:۲۶-۲۷، ص ۸۶۷-۸۶۸، ملتقطاً)

حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کہا: میرے اور آپ کے درمیان یہ بات طے ہو گئی البتہ جب میں 8 یا 10 سال دونوں میں سے ملازمت کی جو مدت پوری کردوں تو اس سے زیادہ مدت تک ملازمت کرنے کا مجھ سے کوئی مطالبہ نہ ہو گا اور ہمارے اس معاہدے پر اللہ کریم نگہبان ہے۔

جب بات مکمل ہو گئی تو حضرت شعیب علیہ السّلام نے آپ کو حضرت آدم علیہ السّلام کا وہ عصا دیا، جو آپ جنّت سے لائے تھے اور انبیائے کِرام علیہم السّلام اس کے وارث ہوتے چلے آئے تھے، یہاں تک کہ وہ شعیب علیہ السّلام کے پاس پہنچا تھا۔ فرمایا: اس سے بکریوں کی نگہبانی (دیکھ بھال) کریں اور درندوں کو دور کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے مُلازمت کی مُدّت پوری کی اور آپ نے دس سال کی مدّت پوری فرمائی تھی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت شعیب علیہ السّلام سے واپس مصر جانے کی اجازت چاہی تو انہوں نے آپ کو بکریوں کا ریوڑ دیا اور اجازت بھی عطا فرمائی، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنی زوجہ اور بکریوں کے ریوڑ کو لے کر مصر کی طرف چلے گئے۔

(تفسیر روح المعانی، پ20، القصص، تحت الآیۃ:22-28 ، 10/359 ملتقطًا، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سیکھنے کی باتیں

ڈئیر ریڈرز! آیات کا ترجمہ اور تفسیری سمری (Summary) پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ آیاتِ مبارکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عظیم کردار، حیا، خدمتِ خلق، محنت، امانت اور جانوروں کے ساتھ حسنِ سلوک کا خوبصورت نمونہ پیش کرتی ہیں۔ان آیات میں جدید دور کے انسان کے لیے بہت سے عملی اسباق موجود ہیں، خصوصاً جانوروں کی دیکھ بھال، ذمہ داری اور انسانی اخلاق کے حوالے سے۔

جانوروں کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھنا ضروری ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو اجنبی عورتوں کی مدد کرتے ہوئے ان کے جانوروں کو پانی پلایا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کی دیکھ بھال صرف دنیاوی کام نہیں بلکہ عبادت اور نیکی بھی ہے۔اور مزے کی بات جانوروں کی دیکھ بھال فقط حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہیں کی بلکہ ان سے پہلے ان جانوروں کی دیکھ بال حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں اور ان سے بھی پہلے خود حضرت شعیب علیہ السلام کر رہے تھے لیکن کمزوری اور بڑھاپے کی وجہ سے اب یہ عظیم کام سرانجام نہیں دے پا رہے تھے۔

آج کے دور میں بھی جانوروں کو وقت پر خوراک دینا، پینے کے لئے پانی فراہم کرنا اور ان کے آرام کا خیال رکھنا اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے۔

یاد رہے! جانور بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ان کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھنا ہم انسانوں کی اہم ذمہ داری ہے۔ جس طرح ایک انسان کو کھانے، پینے اور آرام کی

ضرورت ہوتی ہے، بالکل اسی طرح جانوروں کو بھی صاف پانی، مناسب خوراک اور محفوظ رہائش کی ضرورت ہوتی ہے۔ پانی پلانا ان کی سب سے بنیادی ضرورت ہے، کیونکہ پانی کے بغیر کوئی بھی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا، اور کسی پیاسے جانور کو پانی پلانا ایک نیکی اور ثواب کا کام ہے جس کی تعلیم ہمارے دین نے بھی دی ہے جیسا کہ مذکورہ قرآنی آیات سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اجنبی عورتوں کے جانوروں کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے ان کو پانی پلایا۔ جب ہم کسی بھوکے یا پیاسے جانور کو نظرانداز کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں تو یہ عمل دراصل اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، کیونکہ وہ بے زبان مخلوق اپنی تکلیف الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ ایک حساس اور ذمہ دار انسان وہی ہے جو نہ صرف اپنے پالتو جانوروں کا بلکہ آوارہ اور بے سہارا جانوروں کا بھی خیال رکھے، انھیں کھانا کھلائے اور پانی پلائے۔ یاد رہے کہ جانوروں کے ساتھ حسنِ سلوک کا رویہ اپنانا ایک مہذب اور باشعور معاشرے کی پہچان ہے، اور ان پر ظلم کرنا یا ان کی ضروریات سے بے پرواہ رہنا کسی بھی اعتبار سے قابلِ قبول نہیں۔ آج فارم، ڈیری یا گھریلو جانور رکھنے والوں کو چاہیے کہ وہ

- ❖ صاف پانی مہیا کریں۔
- ❖ مناسب خوراک دیں۔
- ❖ آرام کا وقت دیں۔
- ❖ بیماری کی صورت میں علاج کروائیں۔

یہی حقیقی ریسپانسبلٹی (Responsibility) ہے۔

جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کی برکت

جیسا کہ مکمل واقعہ پڑھنے سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا جس کی وجہ سے بھوک کا غلبہ تھا، حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو باقاعدہ کھانا تناوُل فرمائے پورا ہفتہ گزر چکا تھا، اس عرصے میں کھانے کا ایک لقمہ تک نہ کھایا اور شکم مبارک پُشتِ اقدس سے مل گیا تھا، اس حالت میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے ربّ عزو جل سے غذا طلب کی

پھر حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر دعوت وضیافت کا اہتمام ہوا

پھر مکمل بکریوں کی دیکھ بھال کی ملازمت اختیا کر لی

پھر حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی سے نکاح ہوا

پھر اپنی زوجہ کے ساتھ واپسی کے سفر پر وادی طویٰ میں اللہ پاک سے ہم کلام ہوئے اور نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور مزید بر آں یہ کہ آپ کے دعا سے آپ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت عطا کی گئی۔۔۔

دیکھا جائے تو یہ سارے انعامات کا سلسلہ کہاں سے شروع ہوا ان سب کا ظاہری سبب اور وسیلہ کیا بنا؟

تو غور تفکر کرنے کے بعد جواب ملے گا خدمتِ خلق، جانوروں کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھنا، ان کی دیکھ بھال کرنا یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی بکریوں کو پانی پلانا۔ معلوم ہوا کہ جانوروں کی دیکھ بھال کرنا بعض اوقات بہت بڑے بڑے انعامات کا سبب بھی ہو سکتا ہے جیسے کہ حدیث میں بدکردار عورت کا پیاسے

کتے کو پانی پلانے کی برکت سے بخشش والا واقعہ مذکور ہے (مزید تفصیل سے ہم بھی ذکر کریں گے)

معلوم ہوا کہ اسلام جانوروں کو صرف استعمال کی چیز نہیں سمجھتا بلکہ اللہ کی مخلوق قرار دیتا ہے۔ یہ آیات ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ جانوروں کے بھی حقوق ہیں۔

الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ صرف ایک تاریخی قصہ نہیں بلکہ مکمل گائیڈنس (Guidance) ہے۔ اس میں خدمتِ خلق، جانوروں کی حفاظت، محنت، حیا، امانت اور رحم دلی جیسے عظیم اصول موجود ہیں۔

اگر آج کا انسان ان تعلیمات کو اپنی ڈیلی لائف (Daily Life) میں نافذ کرلے تو ایک مہذب، رحم دل اور انصاف پر مبنی معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔

اینیمل ویلفیئر (Animal Welfare) اسلامی تعلیم ہے

آج دنیا میں جانوروں کے حقوق کے لیے مختلف آرگنائزیشنز (organizations) کام کررہی ہیں، جبکہ اسلام نے صدیوں پہلے جانوروں کے حقوق واضح کردیے تھے۔ جانوروں کو بھوکا رکھنا، پیاسا رکھنا، مارنا یا ان پر ظلم کرنا گناہ ہے۔ ایک مسلمان کا دل صرف انسانوں ہی نہیں بلکہ بے زبان مخلوق کے لیے بھی نرم ہونا چاہیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ "یہ میرا مسئلہ نہیں"، بلکہ فوراً مدد کے لیے آگے بڑھے۔ لہذا خدمت خلق ہو، وولنٹیری ایکٹیوٹی (voluntary activity) ہو یا ویلفیئر (welfare) کا کوئی کام کرنا ہو اگرچہ وہ اینیمل ویلفیئر (animal welfare) ہی کیوں نہ ہو یہ سب

اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے۔ آج کے دور میں بھی اگر کوئی کمزور، بوڑھا یا مجبور شخص مشکل میں ہو تو ہمیں فوری مدد کرنی چاہیے۔ یہی حقیقی ہیومینیٹی (humanity) ہے۔

ملازم کا ڈی بی ایس (DBS) اور اسلامی تعلیمات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا یہ واقعہ جدید دور کے پیشہ ورانہ اصولوں کا ایک روشن نمونہ ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کے یہاں بکریاں چرانے کا کام کیا تو انہوں نے نہ صرف جسمانی محنت سے اپنی ذمہ داری ادا کی بلکہ مکمل امانت داری اور دیانت کا مظاہرہ بھی کیا۔ اسی محنت اور اخلاص کو دیکھ کر حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی نے اپنے والد سے کہا کہ

اِنَّ خَیۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ

"یعنی بہترین ملازم وہ ہے جو طاقتور اور امانتدار ہو۔"

یہ آیت جدید پروفیشنل (professional) زندگی کے لیے بہت بڑا اصول ہے کہ بہترین ملازم (best employee) وہی ہوتا ہے جس میں قابلیت بھی ہو اور دیانت داری بھی۔

یہ قرآنی اصول آج کے دور میں بھی اتنا ہی لاگو ہوتا ہے، بلکہ جدید پیشہ ورانہ دنیا میں تو اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ آج کے ماڈرن دور میں کئی ممالک ایسے ہیں جہاں کسی بھی ادارے میں کام کرنے سے پہلے ڈی بی ایس (DBS) یعنی ڈسکلوژر اینڈ بیرنگ سروس (Disclosure and Barring Service) کا

سرٹیفکیٹ(certificate)حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے، جس کا مقصد یہ جانچنا ہوتا ہے کہ آیا کوئی شخص ماضی میں کسی جرم میں ملوث تو نہیں رہا، تا کہ خاص طور پر بچوں اور کمزور افراد کی حفاظت یقینی بنائی جاسکے۔ اسی طرح ڈائریکٹر(director) کی سرٹیفکیشن(certification)یا کریکٹر(character) سرٹیفکیشن(certification)اس بات کی سرکاری تصدیق ہوتی ہے کہ کوئی فرد اپنے کردار، قابلیت اور ذمہ داری کے لحاظ سے اس عہدے کے لائق ہے۔ گویا یہ جدید دستاویزی نظام دراصل اسی قرآنی اصول کا عملی اطلاق ہے جس کو قرآن نے بہت عرصہ پہلے ہی بیان کر دیا ہے، کیونکہ ڈی بی ایس(DBS)چیک(check) کسی فرد کی امانت داری اور کردار کو پرکھتا ہے، جبکہ سرٹیفکیشن(certification)اس کی قوت یعنی قابلیت اور مہارت کو ثابت کرتی ہے۔ پس جو شخص ان دونوں کسوٹیوں پر پورا اترے، وہی حقیقی معنوں میں قرآن کے بیان کردہ بہترین ملازم کا مصداق ہے۔

محنت سے رزق کمانا عزت کی بات ہے

دیکھا جائے تو جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کی برکت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نہ فقط بھوک اور پیاس ختم ہوئی بلکہ اس عظیم الشان دعوت وضیافت کے بعد مستقل ذریعہ معاش بھی مل گیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے عظیم نبی نے بھی محنت اور ملازمت اختیار کی۔

آج کے دور میں حلال محنت سے روزی کمانا انسان کی عزت اور خودداری کی علامت ہے، چاہے کام چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ حلال رزق حاصل کرنے کے لئے جو جائز ذریعہ، سبب، پیشہ اور صنعت اختیار کرنا ممکن ہو اسے ضرور اختیار کرنا چاہئے اور اس مقصد کے حصول کے لئے کسی جائز پیشے یا صنعت کو اختیار کرنے میں شرم و عار محسوس نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”کسی نے ہرگز اس سے بہتر کھانا نہیں کھایا جو وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور بے شک اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔

(بخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرّجل و عملہ بیدہ، ۲ / ۱۱، الحدیث: ۲۰۷۲)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اگر تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لاد کر لائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے، پھر کوئی اسے دے یا کوئی منع کردے۔

(بخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرّجل و عملہ بیدہ، ۲ / ۱۱، الحدیث: ۲۰۷۴)

ہر نبی علیہ السلام نے جانور کی دیکھ بھال کی

ڈئیر ریڈرز! قرآنِ مجید میں سورۂ قَصَص کی آیت 22 تا 28 میں بیان کئے گئے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بکریاں پالنا انبیائے کِرام علیہم السّلام کا طریقہ رہا ہے، یہاں تک کہ اللہ پاک کے پیارے اور آخری نبی ﷺ نے بھی بکریاں، گھوڑے اور اونٹنیاں پالی ہیں بلکہ آپ نے بکریاں چَرائی بھی ہیں۔ جیسا کہ حضرت جابِر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مکی مدنی مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ مرالظہران کے مقام پر

پیلو چُن رہے تھے (پیلو ایک درخت کا نام ہے جس کی پتلی شاخوں اور جڑ کی مسواک نیز دانت کا برش بھی بناتے ہیں، اس کا ریشہ بہت مضبوط ہوتا ہے، اور پھل کھاتے بھی ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کالے پیلو چُنو یہ زیادہ اچھے ہیں۔ حضرت جابِر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ نے بھی بکریاں چَرائی ہیں؟ فرمایا: جی ہاں اور ہر نبی نے بکریاں چَرائی ہیں۔

(بخاری، کتاب الاطعمہ، باب: الکباث، وھو ثمر الاراک، ص1393، حدیث:5453 دار المعرفہ، بیروت)

علامہ بدرُالدّین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں حکمت یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السّلام عاجزی کو اپنائیں، خلوت میں اِن کے دل کی صفائی ہو اور بکریوں کا انتظام کرنے میں اِنہیں اُمّت کا انتظام، اُن کی مَصْلَحت (بہتری، بھلائی) اور اُن پر شفقت کرنے کی مشق ہو اور بکریوں کو روکنے ٹوکنے میں انہیں امّت کو ہدایت دینے کی مشق ہو۔

(عمدۃ القاری، کتاب الاطعمہ، باب: الکباث، وھو ثمر الاراک، 14/451، تحت الحدیث:5453 دار الفکر، بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اِسی مفہوم کی حدیثِ مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بکریاں چَرانے سے طبیعت میں حِلم و بُردباری، محنت کا شوق، ملکی انتظام کی قابلیت اور رعایا پَروَری پیدا ہوتی ہے کہ بکریاں ہر وقت محافظ کی حاجت مند ہوتی ہیں اور ان میں انتظام نہیں ہوتا، ہر ایک جدھر منہ اُٹھا چل دیتی ہے، جو انہیں سنبھال لے گا، وہ اِن شاءَاللہ الکریم رعایا کو بھی سنبھال لے گا، تبلیغ خوب کر سکے گا۔

(مرآۃ المناجیح، 4/334 نعیمی کتب خانہ، گجرات)

نبی کو"چرواہا" کہنے کا شرعی حکم

ڈیئر ریڈرز! یہاں ایک بات ذہن نشین رہے کہ اگرچہ تمام انبیا کی طرح ہمارے پیارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بھی بکریاں چَرائی ہیں لیکن جب بھی اس موضوع پر بات کی جائے تو لفظوں کے انتخاب میں خوب احتیاط کی جائے۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سُنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ فرماتے ہیں: اگرچہ سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بکریوں کو اپنے دِیدار کا خوب موقع عنایت فرمایا اور اپنا بہت قرب بخشا جسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بکریاں چَرائیں لیکن جو لفظ لوگ بکریاں چَرانے والے کے لیے اِستعمال کرتے ہیں وہ لفظ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لیے اِستعمال کرنا حرام ہے یعنی اگر عام آدمی بکریاں چَرائے گا تو اسے "چرواہا" کہا جائے گا لیکن یہ لفظ پیارے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے شایانِ شان نہیں ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کرتے تھے: "رَاعِنَا" یعنی ہماری رعایت فرمایئے۔ اس وقت جو یہود تھے وہ توہین کی نیت سے "رَاعِیْنَا" کہتے تھے یعنی آخر میں "ن" سے پہلے "ی" لگا دیتے تھے جس کے معنٰی ہیں "اے ہمارے چرواہے" یہود مَعاذَاللہ مذاق اُڑانے کے لیے اِس طرح کہتے تھے تو اللہ پاک کو یہ ناپسند ہوا، اور قرآنِ کریم کی یہ آیت اُتری:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ

ترجمہ: اے ایمان والو! رَاعِنَا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو۔

(پ1، البقرۃ: 104)

دیکھئے! صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اِس بات کا تصور بھی نہ تھا کہ وہ نَعُوْذُ بِاللّٰہ ''رَاعِيْنَا'' کہتے ہوں، مگر پھر بھی انہیں ''رَاعِنَا'' کہنے سے منع کر دیا گیا اور فرمایا گیا کہ اس کی جگہ ''اُنْظُرْنَا'' یعنی ''ہم پر نظر فرمائیے'' کہو

(فتاویٰ امجدیہ، 260- 4/258 ملخصاً مکتبہ رضویہ، کراچی)



احادیث کی روشنی میں جانور کی دیکھ بھال

احادیث مبارکہ میں جانور پالنے اور ان کی دیکھ بھال کرنے کے متعلق بے شمار فضائل وبرکات بیان کیے گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جانوروں کے ساتھ شفقت ورحمت کا برتاؤ کرنے کی نہ صرف ترغیب دی بلکہ اسے باعث ثواب ونجات بھی قرار دیا جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو نہ صرف انسانوں بلکہ بے زبان جانوروں کے حقوق کا بھی پوری طرح خیال رکھتا ہے، اور جانوروں کے ساتھ رحم دلی کا سلوک روا رکھنا ہر مسلمان کی دینی واخلاقی ذمہ داری ہے، بلکہ حضور اکرم ﷺ نے بعض جانوروں کے صفاتِ حمیدہ اور اُن کے معنوی اور اخلاقی خوبیوں کے حامل ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ احسان اور سلوک کا حکم کیا ہے، آیئے ان میں سے چند فرامینِ مصطفےٰ ﷺ مُلاحظہ کیجئے

جانوروں کے حقوق

جانور کے حقوق نہ فقط اس دنیا میں ہیں بلکہ قیامت والے دن بھی ان کے حقوق کا خیال رکھا جائے گا چنانچہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تم سے حقداروں کے حقوق وصول کیے جائیں گے، حتی کہ بے سینگ بکری کا سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔“ امام احمد کی روایت میں ہے: ”جس نے اُسے سینگ مارا تھا۔“

(صحیح مسلم، رقم الحدیث 2582 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)، (جامع الترمذی، رقم الحدیث 2420 شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

جانور کے بچوں کا بھی خیال رکھا جائے

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن، خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن، شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن ﷺ نے جانور کے بچوں کا خیال رکھنے کا بھی حکم دیا گیا ہے، چنانچہ

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم بِرَجُلٍ يَحْلُبُ شَاةً، فَقَالَ: أَيْ فُلَانُ، إِذَا حَلَبْتَ فَأَبْقِ لِوَلَدِهَا، فَإِنَّهَا مِنْ أَبَرِّ الدَّوَابِ

ترجمہ ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو بھیڑ کا دودھ دھو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے فرمایا: اے فلاں! جب تم دودھ نکالو تو اِس کے بچے کے لئے بھی چھوڑ دو یہ جانوروں کے ساتھ سب سے بڑی نیکی ہے۔“

(أخرجہ الطبرانی فی المعجم الأوسط، 1/ 271، الرقم: 885، وأبو نعیم فی حلیۃ الأولیاء، 8/ 176، والہیثمی فی مجمع الزوائد، 8/ 196)

جانور کو برا بھلا مت کہو

رسول اللہ ﷺ نے جانور کو فزیکل ابیوز(physical abuse)کرناتو دور جانور کو برا بھلا یا لعنت کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما قَالَ: سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فِي غَزْوَةِ بَطْنِ بُوَاطٍ وَهُوَ يَطْلُبُ الْمَجْدِيَّ بْنَ عَمْرٍو الْجُهَنِيَّ وَكَانَ النَّاضِحُ يَعْقُبُهُ مِنَّا الْخَمْسَةُ وَالسِّتَّةُ وَالسَّبْعَةُ فَدَارَتْ عُقْبَةُ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى نَاضِحٍ لَه. فَأَنَاخَه فَرَكِبَه ثُمَّ بَعَثَه فَتَلَدَّنَ عَلَيْهِ بَعْضَ التَّلَدُّنِ. فَقَالَ لَه: شَأْ. لَعَنَكَ اللهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: مَنْ هٰذَا اللَّاعِنُ بَعِيْرَه؟ قَالَ: أَنَا. يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: انْزِلْ عَنْهُ. فَلَا تَصْحَبْنَا بِمَلْعُوْنٍ. لَا تَدْعُوْا عَلَى أَنْفُسِكُمْ. وَلَا تَدْعُوْا عَلَى أَوْلَادِكُمْ. وَلَا تَدْعُوْا عَلَى أَمْوَالِكُمْ. لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيْهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ

ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بواط کی جنگ میں گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجدی بن عمرو جہنی کو ڈھونڈ رہے تھے، ایک اونٹ پر ہم پانچ، چھ اور سات آدمی باری باری بیٹھ جاتے تھے، ایک انصاری اُونٹ پر بیٹھنے لگا، اُس نے اُونٹ کو بٹھایا، پھر اُس پر سوار ہوا، پھر اُس کو چلانے لگا، اُونٹ نے اس کے ساتھ کچھ شوخی کی، اُس نے اونٹ

سے کہا: چل، اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت کرے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: اپنے اونٹ کو لعنت کرنے والا یہ کون شخص ہے؟ اُس نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اِس اونٹ سے اُتر جاؤ، ہمارے ساتھ کسی ملعون جانور کو نہ رکھو، اپنے آپ کو بددعا نہ دو، نہ اپنی اولاد کو بددعا دو، اور نہ اپنے اموال کو بددعا دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وہ ساعت ہو جس میں اللہ تعالیٰ سے کسی عطا کا سوال کیا جائے، اور وہ دعا قبول ہو جائے۔"

(صحیح مسلم، رقم الحدیث 3009 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بہترین آدمی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بہترین آدمی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ شخص جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے رہے۔ کیا تمہیں اس کے بعد بہتر کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ شخص جو اپنی بکریوں میں رہے، ان میں سے اللہ پاک کا حق ادا کرتا رہے۔

(ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء ای الناس خیر، ص 419، حدیث: 1652 دار الکتب العلمیہ بیروت)

شرحِ حدیث:

عرب میں جانوروں والے لوگ جنگل میں اپنے گھر بنا لیتے تھے (اور) وہاں ہی جانوروں میں رہتے تھے، ان کی حفاظت بھی کرتے تھے اور اپنا گزارہ بھی۔ انہیں اس لیے افضل فرمایا گیا کہ یہ بستی کے اکثر فتنوں سے محفوظ رہتے ہیں، لوگوں سے اِختِلاط (میل جول) بہت سے گناہوں کا سبب ہے۔

(مرآۃ المناجیح، 3/123)

بکری مالک کے لئے باعث ِ برکت ہے

محبوب رب ذوالجلال، صاحب جود ونوال صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: بکریاں اپنے مالکوں کے لئے باعثِ برکت ہیں، اونٹ اپنے مالکوں کے لئے باعثِ عزت ہیں اور گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے بھلائی رکھی گئی ہے۔

(مسند بزار، مسند حذیفۃ بن الیمان، 7/345، حدیث: 2942)

شرحِ حدیث:

بکریاں مال کی بڑھوتری اور بھلائی میں اضافہ ہیں اور ان کے منافع ظاہر ہیں، جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔

(فیض القدیر، 4/ 545، تحت الحدیث: 5814)

مسلمان کا بہترین مال بکریاں

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: عنقریب وہ زمانہ آئے گا کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی، جن کے پیچھے پیچھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات پر بھاگتا ہوا چلا جائے گا تاکہ وہ اپنے دِین کو فتنوں سے بچالے۔

(بخاری، کتاب بدء الایمان، باب من الدین الفرار من الفتن، ص 75، حدیث: 19)

شرحِ حدیث

یعنی میرے بعد عنقریب میری اُمّت میں بہت سے فتنے پیدا ہو جائیں گے۔ اُس وقت مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی کہ مسلمان ان کو اپنے ساتھ لے کر اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا کر گوشہ نشین ہو جائے گا۔
بکریوں کا دودھ پیتا رہے گا اور خدا کی عبادت کرتا رہے گا۔ اس زمانے میں روپیہ پیسہ

مومن کا بہترین مال نہیں رہے گا۔ کیونکہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر روپیہ پیسہ کچھ کام نہیں آئے گا اور شہروں میں جہاں روپیوں پیسوں سے کام چلتا ہے اس قدر فتنے ہوں گے کہ ایک مومن کے لئے آبادیوں میں اپنے دین کو فتنوں سے بچانا بہت دشوار ہو جائے گا۔ اس حدیث میں خاص طور پر پہاڑوں کی چوٹیوں پر مومن کے جانے کا ذکر اس لیے فرمایا کہ ایسے مقامات عموماً فتنہ وفساد سے محفوظ رہتے ہیں اور مویشیوں میں سے خصوصیت کے ساتھ بکریوں کا تذکرہ اس لیے فرمایا کہ اونٹوں، گایوں، بھینسوں کی نسبت بکریوں کو لے کر پہاڑ کی چوٹیوں پر جانا اور وہاں ان کی نگہداشت بہت آسان ہے کیونکہ بکری بہت ہی مسکین صِفَت جانور ہے۔ اس میں بدک کر بھاگنے اور سرکشی و ایذا رسانی کی صِفَت نہیں ہے۔ اس کا دودھ بھی بے ضَرَر ہے اور یہ بہت ہی بابرکت جانور بھی ہے۔

(منتخب احادیث، ص152، بتغیر مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بکری جنّتی جانور ہے

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن ، خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن ، شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: بکری کی عزّت کرو اور اس سے مٹّی صاف کرو کہ وہ جنّتی جانور ہے۔

(مسند بزار، مسند ابی ہریرۃ، 15/280، حدیث:8771)

شرحِ حدیث:

یعنی یہ جانور جنت سے آیا ہے یا قیامت کے بعد جنت میں داخل کیا جائے گا یا یہ اس جانور کی طرح ہے، جو جنت میں ہے،اس صورت میں تشبیہ سے مقصود عزّت میں اضافہ کرنا ہے۔

(فیض القدیر،2/ 91، تحت الحدیث:1421، ملخصاً)

بکری اور محتاجی

محبوب رب ذوالجلال، صاحب جود ونوال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: گھر میں بکری کا ہونا محتاجی کے 70 دروازے بند کر دیتا ہے۔

(مسند الفردوس،2/364،حدیث:3625)

اور ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا: جس گھر میں دودھ دینے والی بکری ہو، محتاجی اس سے چالیس فرسخ (7) دور ہو جاتی ہے۔

(موسوعۃ ابن ابی دنیا،کتاب اصلاح المال،7/446،حدیث:183المکتبۃ العصریہ،بیروت)

مرغ کو گالی نہ دو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مرغ کو گالی نہ دو چونکہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔''

(ابوداؤد،باب ماجاء فی الدیک،حدیث:۵۱۹۱)

پیاسا کتا(Thirsty Dog)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''ایک شخص راستے میں چل رہا تھا کہ اسے شدید پیاس لگی۔ اسے ایک کنواں نظر آیا، وہ اس میں اترا اور پانی پی کر باہر نکل آیا۔ باہر آکر اس نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی شدت سے ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس شخص نے دل میں کہا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس لگی ہے جیسے مجھے لگی تھی۔ چنانچہ وہ دوبارہ کنویں میں اترا، اپنے موزے میں پانی بھرا، اسے اپنے منہ سے پکڑ کر اوپر آیا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو پسند فرمایا، اس کی قدر کی اور اسے بخش دیا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! کیا جانوروں کے ساتھ بھلائی کرنے میں بھی ہمارے لیے اجر ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہر جاندار کے ساتھ نیکی کرنے میں اجر ہے۔''

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 2363 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

ایک دوسری حدیث میں ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک زانیہ عورت نے سخت گرمی کے دن ایک کتے کو دیکھا جو ایک کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا اور پیاس کی شدت کی وجہ سے اپنی زبان نکالے ہوئے تھا، تو اس نے اپنے چمڑے کے خف سے کنویں سے پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا، اللہ تعالی نے اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی۔

(مسلم حدیث: 154۔2245)

سیکھنے کی باتیں

یہ واقعہ جانوروں سے ہمدردی اور رحم دلی کی ایک عظیم مثال ہے۔ یہ چھوٹا سا عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ اس شخص کی مغفرت فرما دی گئی۔ اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رحم، شفقت اور مخلوق کی خدمت بہت بڑی نیکی ہے۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اسلام صرف انسانوں کے حقوق کی بات نہیں کرتا بلکہ جانوروں کے حقوق کی بھی مکمل حفاظت کرتا ہے۔ آج کے دور میں جانوروں کے ساتھ حسنِ سلوک ایک اہم سوشل ایشو(social issue)ہے۔

اس شخص نے کتے کی تکلیف کو محسوس کیا۔ یہی احساسِ ہمدردی انسان کو عظیم بناتا ہے۔ موجودہ ماڈرن سوسائٹی(modern society)میں دوسروں کے درد کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

چھوٹا عمل بڑی کامیابی

بعض اوقات چھوٹے اعمال بڑی کامیابی کا ذریعہ بنتے ہیں، اور یہ حقیقت ہمیں اسلامی تعلیمات سے بخوبی سمجھ آتی ہے۔ جیسا کہ اس شخص نے اپنے موزے میں پانی بھر کر کتے کو پلایا۔ بظاہر یہ ایک انتہائی معمولی اور چھوٹا سا عمل تھا، مگر اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی اتنی قدر و قیمت تھی کہ اس نیکی کو جنت میں داخلے کا سبب بنا دیا گیا۔ اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ نیکی کا کوئی عمل چھوٹا یا بڑا نہیں ہوتا، بلکہ اصل اہمیت اس نیت(intention)اور خلوص کی ہے جس کے ساتھ وہ عمل کیا جائے۔ ہم اکثر یہ سوچ کر نیکی سے رک جاتے ہیں کہ ہمارا یہ قدم بہت چھوٹا ہے اور اس سے کوئی خاص

فرق نہیں پڑے گا، مگر یہی سوچ ہمیں بے شمار اجر و ثواب سے محروم کر دیتی ہے۔
کسی کو مسکرا کر دیکھنا، کسی غریب کو ایک وقت کا کھانا کھلانا، کسی پریشان حال کی بات سن لینا، یا راستے سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹا دینا، یہ سب ایسے چھوٹے اعمال ہیں جو اللہ کی نگاہ میں بہت بڑا مقام رکھتے ہیں۔ پس ہمیں چاہیے کہ ہم ہر موقع پر نیکی کو غنیمت جانیں اور کسی بھی نیک عمل کو حقیر یا بے اثر نہ سمجھیں، کیونکہ نہ جانے کون سا چھوٹا سا عمل ہماری آخرت میں کامیابی (success) کا ذریعہ بن جائے۔
یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ ایک نرم دل، رحم کرنے والا اور دوسروں کی تکلیف محسوس کرنے والا انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت محبوب ہوتا ہے۔ اگر ہم آج کے ڈیجیٹل ایج (digital age) میں بھی رحم، خدمت اور ہمدردی کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیں تو ہمارا معاشرہ زیادہ خوبصورت اور پُرامن بن سکتا ہے۔

ہر ذی روح کو کھلانا پلانا باعث اجر

ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے اونٹ کو پانی پلانے کے لیے حوض میں پانی بھرتا ہوں اور دوسرے کا اونٹ آ کر اس میں سے پانی پی لیتا ہے تو کیا مجھے اس پر ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اور سنو! ہر زندہ اور تر جگر رکھنے والے جانور کو کھلانا پلانا لائق اجر ہے۔

(ابن ماجہ حدیث:3686، مسند احمد حدیث:7075)

حیوانات کو تکلیف دینا گناہ

شریعت نے جہاں حیوان کے ساتھ نرمی کرنے اور حسن سلوک کو عبادتوں میں شمار کیا ہے وہیں حیوان کے ساتھ برا سلوک، بلاوجہ اس کو تکلیف و عذاب دینے اور پریشان کرنے کو گناہ اور معصیت گردانا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، جس کو اس نے باندھ کر رکھا تھا، یہاں تک کہ بھوکی پیاسی مرگئی؛ اس لیے وہ عورت جہنم میں داخل ہوئی، نہ اس نے خود اسے کھلایا پلایا جب اس نے اس کو قید کیا اور نہ ہی اس نے اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں کو کھا کر اپنی جان بچاتی۔

(بخاری حدیث:2482، مسلم حدیث:151۔2242)

کَیمل کی کمپلینٹ(Complaint)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا۔ ہم ایک انصاری شخص کے باغ میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک اونٹ تھا۔ جب اس اونٹ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو وہ زور زور سے رونے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے، اس کے سر اور گردن پر شفقت سے ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس اونٹ کا مالک کون ہے؟"

ایک انصاری نوجوان حاضر ہوا اور عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا اونٹ ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

”کیا تم اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے جس کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے؟ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے بہت زیادہ کام لیتے ہو۔“

(سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث:2549 مطبوعہ دار الرسالۃ العالمیۃ)

پیغام حدیث

یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی بے مثال رحمت، شفقت اور عدل کا روشن نمونہ ہے۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اسلام میں جانوروں کے بھی حقوق ہیں، اور ان کے ساتھ ظلم و زیادتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔ دنیا میں آج کل جانوروں کے حقوق کے لیے باقاعدہ کمپینز (campaigns) چلائی جاتی ہیں، مگر اسلام نے چودہ سو سال پہلے ہی جانوروں کے حقوق واضح کر دیے تھے۔

سیکھنے کی باتیں

حقیقی لیڈر (Leader) کون؟

لیڈر شپ (leadership) کا حقیقی مفہوم محض اقتدار یا اختیار کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک گہرے احساسِ ذمہ داری کا نام ہے جو انسان کو اپنے سے کمزور ہر مخلوق کے درد کو

محسوس کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ اس اصول کی سب سے روشن اور زندہ مثال ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے نہ صرف انسانوں کی فریادیں سنیں، ان کے دکھ بانٹے اور ان کے مسائل حل فرمائے، بلکہ آپ ﷺ کی شفقت و رحمت کا دائرہ اس قدر وسیع تھا کہ ایک بے زبان اور بے بس جانور کی تکلیف بھی آپ ﷺ کے قلبِ مبارک کو بے چین کر دیتی تھی۔ جیسا کہ اونٹ جس نے اپنے مالک کی شکایت آپ ﷺ سے کی، یہ واقعہ تاریخ میں آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے، کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک حقیقی لیڈر (leader) طاقتور کا ساتھی نہیں بلکہ کمزور کی آواز بنتا ہے۔ یہی وہ اصول ہے جو آج کے دور میں بھی ہر اس شخص کے لیے مشعلِ راہ ہے جو معاشرے میں کسی بھی سطح پر ذمہ داری کا بوجھ اٹھاتا ہے، خواہ وہ ایک گھر کا سربراہ ہو، ایک ادارے کا منتظم ہو، یا کسی قوم کا راہنما، اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اصل عظمت حکم چلانے میں نہیں، بلکہ خدمت کرنے اور ہر کمزور کی سننے میں ہے۔ کسی بھی مہذب سوسائٹی (society) کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ کمزوروں کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہے۔

ماڈرن سلیوری (Modern Slavery)

رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ میں جانوروں کے ساتھ حسنِ سلوک کی جو تعلیمات ملتی ہیں، وہ آج کے دور میں انسانوں کے باہمی تعلقات کے لیے بھی ایک روشن مثال ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ حدیث میں اونٹ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں فریاد کی کہ اس کے مالک نے اس سے اس کی طاقت اور سکت سے کہیں زیادہ کام لیا

ہے اور اسے بھرپور خوراک بھی نہیں دی جاتی۔ نبی کریم ﷺ نے اس شکایت کا نہایت سنجیدگی نوٹس (notice) لیا اور مالک کو تنبیہ فرمائی، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام میں کسی بھی مخلوق پر ظلم و زیادتی کی ادنی گنجائش بھی نہیں ہے۔

آج کے دور میں جب ہم اس حدیث کی روشنی میں اپنے معاشرے کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ فیکٹریوں (factories) اور آفسز (offices) میں کام کرنے والے ملازمین، محنت کش ورکرز (workers) اور گھروں میں خدمت انجام دینے والے گھریلو معاونین سے اکثر ان کی جسمانی اور ذہنی استطاعت سے کہیں زیادہ کام لیا جاتا ہے، انہیں مناسب آرام نہیں دیا جاتا، اور ان کے بنیادی حقوق کو بھی پامال کیا جاتا ہے، جو ہر اعتبار سے ایک سنگین اخلاقی ظلم ہے۔ بعض ترقی یافتہ ممالک جیسا کہ برطانیہ (United Kingdom) میں اس صورتِ حال کو ماڈرن سلیوری (Modern Slavery) یعنی جدید غلامی کا نام دیا گیا ہے اور قانونی طور پر اسے ایک سنگین جرم تسلیم کیا گیا ہے، کیونکہ جب کسی انسان سے اس کی مرضی کے بغیر یا انتہائی کم معاوضے پر ظالمانہ طریقے سے کام لیا جائے تو یہ عملاً اسے غلام بنانے کے مترادف ہے، اور اسلام نے چودہ سو سال پہلے ہی اس ظلم کے خلاف واضح آواز اٹھائی تھی۔ الغرض یہ حدیث ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اسلام صرف انسانی حقوق کا نہیں بلکہ تمام مخلوقات کے حقوق کا محافظ ہے۔ اگر آج کے ماڈرن ورلڈ (modern world) میں ہم رحم، انصاف اور ذمہ داری کے اس اصول کو اپنالیں تو ایک زیادہ مہذب، پُرامن اور متوازن معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔

جانور پر اتنا بوجھ لادنا جس کی وہ قدرت وطاقت نہ رکھتا ہو جائز نہیں ہے، اسی لیے صحابہ کرام علیہم الرضوان یہ جانتے تھے کہ جو آدمی جانور پر اس کی قدرت سے زیادہ بوجھ لادے گا روزِ قیامت اس سے حساب لیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت ابودرداء کے بارے میں مروی ہے کہ ان کا ایک اونٹ تھا جس کا نام دمون تھا، وہ اس اونٹ کو مخاطب کرکے کہتے تھے: اے دمون! قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے مجھ سے مخاصمت مت کرنا؛ اس لیے کہ میں نے تجھ پر تیری قدرت وطاقت سے زیادہ بوجھ کبھی نہیں لادا۔

(تفسیر قرطبی، سورۂ نحل: آیت: 8.73-10)

ٹرپل (Triple) سواری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جانور پر تین آدمیوں کو سوار ہونے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابنِ ابی شیبہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے تین لوگوں کو خچر پر سوار دیکھا تو فرمایا: ''تم میں سے ایک شخص اتر جائے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسرے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔''

(مصنف ابن ابی شبیہ، من کرہ رکوب ثلٰثۃ علی الدابۃ، حدیث: ۲۶۳۸۰)

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر المعروف ابن حجر العسقلانی الشافعی علیہ رحمۃ القوي المتوفی (852 ہجری) فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں: یہ اُس صورت میں ہے، جب کہ وہ جانور تین آدمیوں کے بوجھ کو اٹھانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، اگر استطاعت رکھتا ہو تو جائز ہے۔

(فتح الباری، ج: ۱۲، ص: ۵۲۰)

اُونٹ والے کو مار کیوں پڑی؟

حضرتِ سیّدُنا مسیَّب بن دارِم رحمۃاللہ علیہِ فرماتے ہیں: ایک بار میں نے امیر المومنین حضرتِ سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک اونٹ والے کو مار رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: تم اپنے اونٹ پر اتنا بوجھ کیوں لادتے ہو جسے وہ اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔

(الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، ص ۴۵)

بیل (Bull) بھی بولتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی بیل پر بوجھ ڈالے ہوئے اُسے ہانک رہا تھا کہ اس بیل نے اس آدمی کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا گیا ہوں، بلکہ مجھے تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگوں نے حیرانگی اور گھبراہٹ میں سبحان اللہ کہا اور کہا: کیا بیل بھی بولتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تو اس بات پر یقین کرتا ہوں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ اور حضرت عمر رضی اللہ بھی یقین کرتے ہیں۔"

(مسلم، باب فضائل أبي بكر، حدیث: ۲۳۸۸)

اس حدیث سے بھی پتہ چلا کہ جانور پر اس کی طاقت سے زیادہ اور مقصدِ خلقت کے علاوہ دوسرے کاموں کے لیے اس کا استعمال نہ کیا جائے

جانوروں کو چئیر (Chair) نہ بناؤ

سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ان جانوروں پر اچھی طرح سواری کرو اور (جب ضرورت نہ ہو تو) ان سے اُتر جاؤ، راستوں اور بازاروں میں گفتگو کرنے کے لئے انہیں کرسی نہ بنالو کیونکہ کئی سواری کے جانور اپنے سوار (Rider) سے بہتر اور اس سے زیادہ اللہ عزوجل کا ذکر کرنے والے ہوتے ہیں۔

(جامع الاحادیث، ۴۰۴/۱، حدیث: ۲۷۶۵)

پیغام حدیث

یہ حدیث اسلام کے اس عظیم تصور کو بیان کرتی ہے کہ جانور بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، جن کے حقوق ہیں اور جن کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا دینی، اخلاقی اور انسانی ذمہ داری (responsibility) ہے۔ یہ حدیث اپنے اندر نہایت گہرا میسج (message) رکھتی ہے۔ بظاہر اس میں سواری کے جانوروں کے حقوق بیان کیے گئے ہیں، مگر حقیقت میں یہ پوری انسانی زندگی کے لیے ایک مکمل ایتھکس (ethics) سکھاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اونٹ، گھوڑے اور خچر سفر اور نقل و حمل کا بنیادی ذریعہ تھے۔ لوگ ان پر سفر کرتے، سامان لادتے اور روزمرہ کے کام انجام دیتے تھے۔ اس ماحول میں بعض لوگ عادتاً جانوروں پر بیٹھے رہتے، دوستوں سے لمبی گفتگو کرتے یا انہیں بغیر ضرورت کھڑا رکھتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رویے کو ناپسند فرمایا کیونکہ یہ جانور کے ساتھ ناانصافی تھی۔

حدیث کا اصل پیغام یہ ہے کہ جو مخلوق تمہاری خدمت کر رہی ہے، اس کے آرام، تکلیف اور حقوق کا بھی خیال رکھو۔

آج اگرچہ جانوروں کی جگہ زیادہ تر گاڑیاں اور جدید ٹیکنالوجی (technology) نے لے لی ہے، مگر اس حدیث کا اصول آج بھی زندہ ہے

کسی بھی وسیلے، مخلوق یا ماتحت جاندار شے کو غیر ضروری بوجھ نہ بنایا جائے۔ اس حدیث میں یہ جملہ کہ

"بعض جانور اپنے سوار سے زیادہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں"

انسان کے لیے ایک زبردست تنبیہ ہے۔ یہ انسان کو یاد دلاتا ہے کہ اگر وہ اللہ کی یاد سے غافل ہو جائے، ظلم کرے اور غرور اختیار کرے تو وہ اپنی فضیلت کھو دیتا ہے۔

سیکھنے کی باتیں

اینیمل ویلفیئر (Animal Welfare) اسلام کا تصور ہے

آج دنیا میں جانوروں کے حقوق پر بڑی بڑی کمپینز (campaigns) چل رہی ہیں، مگر اسلام نے صدیوں پہلے یہ تعلیم دے دی کہ جانوروں کو تکلیف دینا ظلم ہے۔ اگر کوئی شخص گھوڑا، اونٹ، گدھا یا کسی بھی جانور کو ضرورت سے زیادہ استعمال کرتا ہے تو وہ گناہگار ہو سکتا ہے۔

ریسپانسبل یوزیج(Responsible Usage)

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ جو چیز ہماری خدمت کے لیے ہو، اسے ذمہ داری سے استعمال کیا جائے۔ آج یہ اصول صرف جانوروں پر نہیں بلکہ گاڑیوں، مشینوں، وسائل اور قدرتی ذخائر پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ وسائل کا غیر ضروری استعمال ویسٹ (waste) ہے، اور اسلام فضول خرچی سے منع کرتا ہے۔ یہ حدیث ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ جو سہولت اللہ نے دی ہے، اس کا شکر صرف زبان سے نہیں بلکہ درست استعمال سے ادا ہوتا ہے۔

لیڈرشپ (Leadership) پر انصاف لازم ہے

جب انسان کو کسی چیز پر اختیار ملتا ہے تو اس کے ساتھ ذمہ داری بھی آتی ہے۔
جانور پر سواری کرنا اختیار ہے، مگر اس اختیار کے ساتھ رحمت اور انصاف لازم ہے۔
خصوصًا لیڈرشپ (Leadership) پر انصاف لازم ہے، کیونکہ جب بھی کسی انسان کو کسی چیز پر اختیار ملتا ہے تو اس اختیار کے ساتھ ذمہ داری بھی خود بخود آجاتی ہے۔ جانور پر سواری کرنا یا اس سے کام لینا اختیار ضرور ہے، مگر یہ اختیار بے لگام نہیں، بلکہ اس کے ساتھ رحمت، شفقت اور انصاف لازم و ملزوم ہیں۔ جو شخص طاقت رکھتے ہوئے کمزور پر ظلم کرے، وہ اپنے اختیار کا غلطِ استعمال کرتا ہے، اور ایسا شخص نہ اچھا انسان ہے، نہ اچھا رہنما۔ یہی اصول آج
مینجمنٹ (Management)، قیادت اور گھریلو معاملات میں بھی پوری طرح لاگو ہوتا ہے۔ گھر کا سربراہ ہو، دفتر کا افسر ہو یا ملک کا حاکم، سب پر یہ اصول یکساں لاگو

ہوتا ہے کہ اختیار ملنے پر انصاف کرو، کمزور کا خیال رکھو، اور اپنی طاقت کو رحمت کا ذریعہ بناؤ نہ کہ ظلم کا۔ رحم دلی صرف انسانوں کے ساتھ نہیں بلکہ ہر مخلوق کے ساتھ ہونی چاہیے۔ جو شخص جانوروں پر رحم کرتا ہے، وہ عام طور پر انسانوں کے ساتھ بھی بہتر سلوک کرتا ہے۔ آج کا انسان بزی(busy) زندگی، مادہ پرستی اور سہولتوں کی کثرت میں یہ بھول رہا ہے کہ ہر نعمت کے ساتھ ذمہ داری جڑی ہوتی ہے۔

لہذا یہ حدیث ہمیں یاد دلاتی ہے کہ مہذب ہونا صرف جدید سسٹم(system) رکھنے کا نام نہیں، بلکہ کمزور مخلوق کے حقوق ادا کرنے کا نام ہے۔

اگر ہم اس نبوی تعلیم کو اپنی روزمرہ زندگی میں نافذ کر لیں تو نہ صرف جانوروں کے حقوق محفوظ ہوں گے بلکہ ہمارا معاشرہ زیادہ رحم دل، منظم اور بااخلاق بن جائے گا۔ اصل سبق یہ ہے کہ طاقت کا حسن رحم میں ہے، اور اختیار کی خوبصورتی انصاف میں۔

غیر ضروری مصروفیت سے بچنا

حدیث میں بازاروں اور راستوں میں جانوروں پر بیٹھ کر گفتگو کرنے سے منع کیا گیا۔ آج یہ ہمیں سکھاتی ہے کہ فضول بیٹھکیں، وقت ضائع کرنا اور بے مقصد مشغولیات انسان کی شخصیت کو کمزور کرتی ہیں۔ آج کے دور میں یہ بات خاص طور پر سوشل میڈیا(social media) کے بے جا استعمال پر بھی صادق آتی ہے۔ بازاروں میں جانوروں پر بیٹھ کر بے مقصد گفتگو سے منع کرنا در اصل وقت کی قدر سکھاتا ہے۔

آج کے فاسٹ (fast) دور میں وقت سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ جو شخص اپنے وقت کو بہتر پلاننگ (planning) کے ساتھ استعمال کرتا ہے، وہی کامیاب ہوتا ہے۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے ٹائم از منی (Time is money)

روحانی اویئرنیس (Awareness)

یہ جملہ کہ جانور اپنے سوار سے زیادہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں، انسان کے غرور کو توڑنے کے لیے کافی ہے۔ آج انسان اپنی اسٹیٹس (status)، دولت اور طاقت پر فخر کرتا ہے، مگر اللہ کے نزدیک اصل قدر تقویٰ ہے۔ حدیث کا سب سے گہرا سبق یہ ہے کہ اللہ کی یاد ہر حال میں ضروری ہے۔ اگر ایک جانور بھی اپنے انداز میں اللہ کی تسبیح کرتا ہے تو انسان کو تو اس سے کہیں زیادہ اللہ کی یاد میں رہنا چاہیے۔

ایک نبی علیہ السلام کو چیونٹی نے کاٹا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا۔ اس پر انہوں نے چیونٹیوں کے پورے بل کو جلانے کا حکم دے دیا، چنانچہ وہ جلا دیا گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی: کیا صرف ایک چیونٹی کے کاٹنے کی وجہ سے تم نے ایک ایسی پوری جماعت کو جلا دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کر رہی تھی؟“

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: 5849 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

پیغامِ حدیث

یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت، عدل اور تمام مخلوقات کے حقوق کی عظمت کو بیان کرتا ہے۔ ظاہری طور پر یہ ایک معمولی واقعہ محسوس ہوتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے فوراً تنبیہ فرمائی کہ ایک چیونٹی کی غلطی کی سزا پوری بستی کو دینا انصاف کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ یہ چھوٹی مخلوق بھی اللہ کی تسبیح کرتی ہے، اس کی اپنی ایک دنیا، نظام اور زندگی ہے۔

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ اسلام میں عدل صرف انسانوں تک محدود نہیں بلکہ چھوٹی سے چھوٹی مخلوق کے ساتھ بھی انصاف مطلوب ہے۔

مُفَسِّر شہیر، مُحَدِّثِ کبیر، حَکِیْمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان مذکورہ حدیث پاک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وہ نبی موسیٰ علیہ السلام ہیں، بعض شارحین نے فرمایا وہ نبی داؤد علیہ السلام ہیں۔ اور چیونٹیوں کی بستی سے مراد ان کے اجتماع کی جگہ ہے جہاں بہت چیونٹیاں رہتی ہیں، یہاں مرقات نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا تھا کہ مولیٰ تو کفار کی بستیوں پر عذاب بھیجتا ہے حالانکہ ان میں بعض مؤمنین بلکہ صالحین بھی ہوتے ہیں وہ کیوں تباہ کردیئے جاتے ہیں تب وہ ایک درخت کی جڑ میں گئے ٹھنڈی ہوا تھی سو گئے سوتے ہی ایک چیونٹی نے کاٹ لیا جس سے انکی نیند اچاٹ ہوگئی تب انہوں نے وہ چیونٹیوں کا کھڈ ہی جلوادیا یعنی رب تعالیٰ نے خود ہی ان کے عمل شریف سے ان کو جواب سمجھادیا۔ (مرقات)

مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں

ان کے دین میں موذی جانوروں کا زندہ جلا دینا جائز ہو گا اس لیے ان پر عتاب نہ ہوا، اسلام میں زندہ کو جلانا ممنوع ہے، نیز ہمارے ہاں چار جانوروں کو مارنا ممنوع ہے جن میں چیونٹی بھی ہے جیسا کہ دوسری فصل میں آوے گا۔ خیال رہے کہ اگر موذی جانور کو بغیر زندہ جلائے مارنا ممکن نہ ہو تو اسے جلا ڈالنا جائز ہے۔ (مرقات) جیسے چار پائی کے کھٹمل، سوراخ میں گھسا ہوا سانپ جو کھولتے پانی سے مارے جاتے ہیں یا بھڑوں کا چھتہ جو آگ سے جلایا جاتا ہے کہ اس کے بغیر ان کو مارنا ممکن نہیں اگرچہ ہر چیز رب تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے، مگر چیونٹی تسبیح بھی کرتی ہے اور بے ضرر بھی ہے، جو چیونٹی نقصان پہنچائے یا کاٹ کھائے اسے مار دینا جائز ہے، کبھی چیونٹی کا کاٹا جوں سے زیادہ سخت ہوتا ہے اس کا قتل جائز ہے جیسے بلی کا قتل جائز نہیں لیکن موذی بلی کا قتل جائز ہے۔ (مرقات)

(کتاب: مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد:5، حدیث نمبر:4122)

سیکھنے کی باتیں

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ کلیکٹو پنشمنٹ (collective punishment) درست نہیں یعنی اگر ایک فرد غلطی کرے تو پوری جماعت کو سزا دینا انصاف کے خلاف ہے۔ آج کے سوشل (social) اور تعلیمی نظام میں بھی یہی اصول اپنانا چاہیے۔ نیز جسٹس (justice) ہر مخلوق کا حق ہے

اسلام کا تصورِ عدل بہت وسیع ہے۔ یہ صرف انسانوں کے لیے نہیں بلکہ ہر جاندار کے لیے ہے۔

نیک بندوں کی نشانی

اللہ عزوجل کے نیک بندے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ چیونٹیوں تک کو ایذا دینے سے گریز کرتا ہے۔ چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا خواجہ حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ (۲۲)

ترجمہ: بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں۔ (پ۳۰، المطففین ۲۲)

کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اَلَّذِیۡنَ لَایُؤۡذُوۡنَ الذَّرّ یعنی نیک بندے وہ ہیں جو چیونٹیوں کو بھی اَذِیّت نہ دیں۔

(تفسیر حسن بصری، ۵/ ۲۶۴)، (غصے کا علاج، ص ۲۷)

عمدہ طریقے سے ذَبح کرو

حضرتِ سیِّدُنا شَدّاد بن اَوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ الۡمُرسَلین، خاتَمُ النَّبِیّین، جنابِ رحمۃٌ لِّلۡعٰلمِین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعَالٰی نے ہر چیز کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا جب تم کسی کو قتل کرو تو احسن (یعنی بہت اچّھے) طریقے سے قتل کرو اور جب تم ذَبح کرو تو اَحسن (یعنی خوب عمدہ) طریقے سے ذَبح کرو اور تم اپنی چُھری کو اچّھی طرح تیز کر لیا کرو اور ذَبیحہ کو آرام دیا کرو۔

(صحیح مُسلم ص ۱۰۸۰ حدیث ۱۹۵۵)

پیغام حدیث

یہ حدیث اسلام کی رحمت، توازن اور انسانیت نواز تعلیمات کا نہایت جامع بیان ہے۔ بظاہر یہ حدیث ذبح کے آداب بیان کر رہی ہے، مگر حقیقت میں یہ پوری زندگی کے لیے ایک عظیم اصول (principle) عطا کرتی ہے کہ ہر کام میں حسن، نرمی، ذمہ داری اور احساس شامل ہونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں ایک ایسی حقیقت بیان فرمائی جو آج کے ماڈرن (modern) دور میں بھی انسانی تہذیب کی بنیاد سمجھی جاتی ہے، اور وہ ہے

"طاقت کا استعمال بھی رحم اور ذمہ داری کے ساتھ ہونا چاہیے"۔

اسلام نے ان مواقع پر بھی ظلم، بے رحمی اور اذیت کو پسند نہیں کیا جہاں کسی جانور کو ذبح کرنا شرعاً جائز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر ذبح کرنا ہو تو چھری تیز ہو تاکہ جانور کو کم سے کم تکلیف ہو، اسے خوفزدہ نہ کیا جائے، دوسرے جانوروں کے سامنے ذبح نہ کیا جائے، احسن اور مہارت سے عمل مکمل کیا جائے یہ تعلیم اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام صرف رزلٹ (result) نہیں دیکھتا بلکہ طریقہ بھی دیکھتا ہے۔

یہ حدیث ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ اگر ایک جانور کے ساتھ بھی بے رحمی جائز نہیں، تو انسانوں کے ساتھ سختی، ظلم اور بدسلوکی کس قدر ناپسندیدہ ہوگی۔

سیکھنے کی باتیں

اسلام ایکسی لینس(Excellence)کادرس دیتا ہے

حدیث میں چھری تیز کرنے کا حکم دراصل تیاری اور مہارت کی تعلیم ہے۔ یہ ہمیں سکھاتی ہے کہ کسی بھی کام کو بغیر تیاری کے کرنا درست نہیں۔ آج کے دور میں یہ سبق ہر پروفیشن(profession)پر لاگو ہوتا ہے۔ بلکہ مسلمان کے ہر کام میں ایکسی لینس(excellence)ہونی چاہیے کیونکہ یہ محض ایک اچھی بات نہیں بلکہ ہمارے دین کی ایک بنیادی تعلیم ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اِذَا عَمِلَ اَحَدُکُمْ عَمَلاً اَنْ یُّتْقِنَہٗ

یعنی اللہ پاک کو پسند ہے کہ جب تم میں سے کوئی کام کرے تو وہ اُسے مہارت و پختگی کے ساتھ کرے۔

(مسند ابی یعلیٰ، 4 / 20، حدیث: 4369)

یہ حدیث ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ کام چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، اسے ادھورے پن اور سستی کے ساتھ نہیں بلکہ پوری لگن، توجہ اور مہارت کے ساتھ کیا جائے۔ آج کے دور میں جب ہم تعلیم کے میدان میں قدم رکھتے ہیں تو ایک اچھے طالب علم کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے سبق کو سمجھ کر پڑھے، محض نمبروں کی دوڑ میں نہ لگا رہے بلکہ علم کو دل میں اتارے۔ اسی طرح کاروبار میں ایکسی لینس(excellence)کا مطلب یہ ہے کہ گاہک کے ساتھ ایمانداری برتی جائے، مال میں کوئی دھوکہ نہ ہو اور خدمت اس معیار کی ہو کہ دیکھنے والا داد دیے بغیر نہ رہ سکے۔ تدریس کے شعبے میں ایک استاد

کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو محض کتابی معلومات نہ دے بلکہ ان کی سوچ، کردار اور شخصیت کو سنوارے، کیونکہ ایک باکمال استاد کی محنت نسلوں تک اثر چھوڑتی ہے۔ گھر کے معاملات میں بھی یہی اصول لاگو ہوتا ہے، ایک ماں جب پوری محبت اور توجہ سے اپنے بچوں کی تربیت کرتی ہے، ایک باپ جب اپنے گھر کی ذمہ داریاں پوری دیانتداری سے نبھاتا ہے، تو یہ بھی اللہ کی نظر میں ایک عبادت ہے۔
غرض یہ کہ ایکسی لینس (excellence) کوئی دنیاوی تصور نہیں بلکہ یہ ایک اسلامی روح ہے جو ہمیں ہر لمحے، ہر کام میں اپنا بہترین دینے پر اُبھارتی ہے۔
ایک مسلمان کو ہمیشہ اپنے کام میں کوالٹی (quality) پیدا کرنی چاہیے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام مکمل لائف سسٹم (life system) ہے، اسلام صرف عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے معاملے میں بھی رہنمائی دیتا ہے۔ کھانے، پینے، لین دین، معاملات اور حتّٰی کہ جانور کے ذبح تک کے اصولوں کو واضح کرتا ہے۔

جانور پر رحم کرو

ڈیئر ریڈرز! یاد رہے بوقتِ ذَبح رضائے الٰہی کی نیّت سے جانور پر رَحم کھانا کارِ ثواب ہے جیسا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مجھے بکری ذَبح کرنے پر رَحم آتا ہے۔ فرمایا: ”اگر اس پر رَحم کرو گے اللہ عَزَّ وَجَلَّ بھی تم پر رَحم فرمائے گا۔

(مُسندِ اِمام احمد بن حنبل ج۵ ص۳۰۴ حدیث ۱۵۵۹۲)

جانور کو بھوکا پیاسا ذَبح نہ کریں

صَدرُالشَّریعہ، بَدرُالطَّریقہ حضرتِ علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: قربانی سے پہلے اُسے چارا پانی دے دیں یعنی بھوکا پیاسا ذَبح نہ کریں اور ایک کے سامنے دوسرے کو نہ ذَبح کریں اور پہلے سے چُھری تیز کرلیں ایسا نہ ہو کہ جانور گرانے کے بعد اُس کے سامنے چُھری تیز کی جائے۔

(بہارِ شریعت جلد ۳ ص ۳۵۲)

بکری نے نائف (Knife) چھپادیا

چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا ابو جعفر عَلَیہِ رَحمۃُ اللہِ الاکبر فرماتے ہیں: ایک بار میں نے ذَبح کیلئے بکری لِٹائی اِتنے میں مشہور بُزُرگ حضرتِ سیِّدُنا ایّوب سَختِیانی قدس سرہ النورانی اِدھر آنکلے، میں نے چُھری زمین پر ڈال دی اور گفتگو میں مشغول ہوا، دَریں اَثنا بکری نے دیوار کی جَڑ میں اپنے کھرِوں سے ایک گڑھا کھودا اور پاؤں سے چُھری اُس میں دھکیل دی اور اُس پر مِٹّی ڈال دی! حضرتِ سیِّدُنا ایّوب سَختِیانی قدس سرہ النورانی فرمانے لگے: ارے دیکھو تو سہی! بکری نے یہ کیا کیا! یہ دیکھ کر میں نے پُختہ عزم کرلیا کہ اب کبھی بھی کسی جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح نہیں کروں گا۔

(حیاۃُالحیوان ج ۲ ص ۶۱)

ڈیئر ریڈرز! اِس حکایت سے مَعاذَاللہ عزوجل یہ مراد نہیں کہ ذَبح کرنا کوئی غَلط کام ہے۔ بس اِس طرح کے واقِعات بُزُرگوں کے غلبۂ حال پر مبنی ہوتے ہیں۔ ورنہ مسئلہ یہی ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذَبح کرنا سنّت ہے۔ بکری چُھری کی طرف دیکھ رہی تھی سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار، بِاِذن پروَردگار دوعالم کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی

کے قریب سے گزرے، وہ بکری کی گردن پر پاؤں رکھ کر چُھری تیز کر رہا تھا اور بکری اس کی طرف دیکھ رہی تھی، آپ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ”کیا تم پہلے ایسا نہیں کر سکتے تھے؟ کیا تم اسے کئی موتیں مارنا چاہتے ہو؟ اسے لٹانے سے پہلے اپنی چُھری تیز کیوں نہ کرلی؟“

(اَلْمُستدرَک لِلحاکم ج۵ ص۳۲۷ حدیث۷۶۳۷، اَلسّنَنُ الکُبریٰ لِلْبَیْہَقی ج۹ ص۴۷۱ حدیث۹۱۴۱، مُلْتَقَطاً مِنَ الحَدِیثَین)

ذَبح کیلئے ٹانگ مت گھسیٹو!

امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو بکری کو ذَبح کرنے کے لئے اسے ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹ رہا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: تیرے لئے خرابی ہو، اسے موت کی طرف اچّھے انداز میں لے کر جا۔

(مُصَنَّف عَبدالرَّزّاق ج۴ ص۳۷۶ حدیث۸۶۳۶)

جانور لڑوانا منع ھے

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جانور لڑوانے سے منع فرمایا۔

(ترمذی، کتاب الجهاد، باب ماجاء فی کراهیة التحریش، ۳/۲۷۱، حدیث: ۱۷۱۴)

مُفَسّرِ شَہیر حکیمُ الْاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، آج مسلمانوں میں مرغ لڑانا، کتے لڑانا، اونٹ، بیل لڑانے کا بہت شوق ہے یہ حرام سخت حرام ہے کہ اس میں بلاوجہ جانوروں کو ایذاء رسانی ہے، اپنا وقت ضائع کرنا۔ بعض جگہ مال کی شرط پر جانور

لڑائے جاتے ہیں یہ جوا بھی ہے حرام دَر حرام ہے۔ جب جانوروں کو لڑانا حرام ہے تو انسان کو لڑانا سخت حرام ہے۔

(مراٰۃ المناجیح،۵/۶۵۹)

جانوروں پر شفقت باعث رحمت

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا اور اس کے ساتھ ساتھ بے شمار جانوروں کو بھی پیدا فرمایا، جو اس دھرتی پر انسان کے ہم سفر ہیں۔ یہ جانور بھی اللہ کی مخلوق ہیں اور ان کے ساتھ رحم و شفقت کا برتاؤ کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ جانوروں سے شفقت کا مطلب ان کو پانی پلانا، کھانا کھلانا اور تکلیف سے بچانا نیکی اور ثواب کا باعث ہے۔ آج کے دور میں جہاں انسان خود غرضی میں اندھا ہو چکا ہے، وہاں جانوروں پر ظلم و ستم کے واقعات بھی عام ہو گئے ہیں، جو کسی مہذب اور دیندار معاشرے کی علامت نہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گھروں، گلیوں اور کھیتوں میں موجود جانوروں کا خیال رکھیں، انہیں صاف پانی اور خوراک فراہم کریں، اور ان کے ساتھ وہی سلوک کریں جو ہم اپنے لیے پسند کرتے ہیں۔ الغرض جانوروں پر شفقت کرنا نہ صرف انسانیت کا تقاضا ہے بلکہ یہ اللہ کی رحمت اور مغفرت حاصل کرنے کا ایک سنہرا ذریعہ بھی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو زمین والوں پر رحم کرتا ہے، آسمان والا اس پر رحم فرماتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں جن میں صحابہ کرام علیہم الرضوان اور بزرگانِ دین نے جانوروں کے ساتھ نہایت شفقت اور محبت کا سلوک کیا۔ ان سے میں چند ایک آپ بھی ملاحظہ فرمائیں

مکّھی پر رَحم کرنا باعثِ مغفِرت ہوگیا

کسی نے خواب میں حُجّۃُ الِاسلام حضرت سیّدُنا امام محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیۡہِ رحمۃ الوالی کو دیکھ کر پوچھا: مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟ یعنی اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا مُعاملہ فرمایا؟ جواب دیا: اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا، پوچھا: مغفِرت کا کیا سبب بنا؟ فرمایا: ایک مکھی سیاہی (INK) پینے کے لئے میرے قلم پر بیٹھ گئی، میں لکھنے سے رک گیا یہاں تک کہ وہ فارِغ ہو کر اُڑ گئی۔

(لطائف المنن والاخلاق للشعرانی ص ۳۰۵)

مکّھی کو مارنا کیسا؟

یاد رہے! مکھیاں تنگ کرتی ہوں تو ان کو مارنا جائز ہے تاہم جب بھی حُصولِ نَفۡع یا دَفعِ ضَرر (یعنی فائدہ حاصل کرنے یا نقصان زائل کرنے) کیلئے مکھی یا کسی بھی بے زبان کی جان لینی پڑے تو اُس کو آسان سے آسان طریقے پر مارا جائے خوامخواہ اُس کو بار بار زندہ کچلتے رہنے یا ایک وار میں مار سکتے ہوں پھر بھی زخم کھا کر پڑے ہوئے پر بِلاضَرورت ضَربیں لگاتے رہنے یا اُس کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُس کو تڑپانے وغیرہ سے گریز کیا جائے۔ اکثر بچّے نادانی کے سبب چیونٹیوں کو کچلتے رہتے ہیں اُن کو اِس سے روکا جائے۔ چیونٹی بہت کمزور ہوتی ہے چٹکی میں اٹھانے یا ہاتھ یا جھاڑو سے ہٹانے سے عُموماً زخمی ہو جاتی ہے، موقع کی مُناسَبَت سے اس پر پھونک مار کر بھی

کام چلایا جا سکتا ہے۔ قُربانی میں عقیقے کا حصّہ قربانی کی گائے یا اُونٹ میں عقیقے کا حصّہ ہو سکتا ہے۔

(رَدُّ المحتار ج۹ ص ۵۴۰)

بلی پر رحم رحمت خداوندی کا ذریعہ

حضرتِ سیّدُنا ابو بکر شِبلی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا گیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھے اپنے دربار میں کھڑا کر کے اِرشاد فرمایا: تمہیں معلوم ہے میں نے تمہیں کیوں بخش دیا؟ میں اپنے نیک اعمال شمار کرنے لگا جو نجات کا ذریعہ بن سکتے تھے، تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں نے اِن اعمال میں سے کسی عمل کے سبب تیری بخشش نہیں فرمائی۔ میں نے عرض کی: الٰہی! پھر تو نے کس سبب سے میری مغفرت فرمائی؟ ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ تم بغداد کی گلی سے گزر رہے تھے کہ تم نے ایک بلی کو دیکھا جسے سردی نے کمزور کر دیا تھا تو اس پر ترس کھاتے ہوئے تم نے اسے اپنے چوغے (جبے) میں چھپا لیا تا کہ وہ سردی سے بچ جائے، پس بلی پر رحم کی وجہ سے میں نے آج تم پر رحم فرمایا ہے۔

(حیاۃ الحیوان، باب الہاء تحت الھر، ۲/ ۵۲۲)

مچھر، ٹِڈی اور بلی پر شفقت

حضرتِ سیّدُنا احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمۃ کے جسم پر مچھر بیٹھ جاتا تو اُسے نہ ہی خود اڑاتے اور نہ کسی کو اُڑانے دیتے بلکہ فرماتے: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو خون اس کے حصے میں لکھ دیا ہے وہی پی رہا ہے، اور جب آپ دھوپ میں چل رہے ہوتے اور کوئی ٹِڈی آپ کے کپڑوں میں سایہ دار جگہ پر بیٹھ جاتی تو جب تک اُڑ نہ جاتی آپ علیہ الرحمۃ اُسی جگہ ٹھہرے رہتے اور فرماتے: اس نے ہم سے سایہ حاصل کیا ہے۔ اسی طرح جب آستین پر بلی سو جاتی اور نماز کا وقت ہو جاتا تو آستین کو کاٹ دیتے مگر بلی کو نہ جگاتے، اور نماز سے فَراغت کے بعد آستین دوبارہ سی لیتے۔

(فیضان سید احمد کبیر رفاعی، ص ۱۱)

خارش زَدہ کتے کی خبر گیری

ایک مرتبہ حضرتِ سیّدُنا احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمۃ نے ایک خارش زَدہ کتے کو دیکھا جسے بستی والوں نے باہر نکال دیا تھا، آپ اسے جنگل میں لے گئے اور اس پر سائبان بنایا، نیز اسے کھلاتے پلاتے اور ہر طرح سے اس کا خیال رکھتے رہے، حتّٰی کہ آپ علیہ الرحمۃ کی بھرپور توجُّہ کے نتیجے میں جب وہ تَندُرُست ہو گیا تو آپ نے اسے گرم پانی سے نہلا کر اُجلا کر دیا۔

(فیضان سید احمد کبیر رفاعی، ص ۱۱)

جانور کو چابُک یا آنکڑا نہیں مارتے تھے

حضرتِ سیّدُنا عبد الوہاب شَعْرانی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی فرماتے ہیں: جس جانور پر بھی مجھے سوار ہونے کا موقع ملے چاہے وہ اونٹ ہو، گدھا ہو یا کوئی اور جانور میں اس پر بہت شفقت کرتا ہوں اور چابک رکھنا پسند نہیں کرتا، اس خوف سے کہ کہیں جانور کے سرکشی کرتے وقت مجھ پر نفس کی گرمی حاوی نہ ہو جائے اور میں اسے مارنے لگوں، یوں ہی جانور کے مالک کی اِجازت سے بھی کسی کو اپنے ساتھ جانور کی پیٹھ پر سوار نہیں کرتا، ہاں جب اندازہ ہو کہ جانور کو تکلیف نہیں ہو گی (تب کسی کو بٹھالیتا ہوں)، اسی طرح اس پر سواری کے دوران یا جب وہ لڑکھڑائے اور مجھے زمین پر گرادے اسے گالی نہیں دیتا اور نہ ہی بد دعا دیتا ہوں۔ حضرتِ سیّدُنا عبد العزیز دِیْرِیْنی رحمۃ اللہ علیہ جب جانور پر سوار ہوتے تو لاٹھی ساتھ نہیں رکھتے تھے، اور نہ ہی آنکڑا مارتے، اور فرماتے: جب یہ راستہ سے ہٹنے لگے گا تو اپنی آستین کے ذریعے اسے سیدھا کرنا کفایت کر جائے گا، کیونکہ روزِ قیامت جیسا میں نے اسے مارا ہو گا ویسا ہی مجھ سے بھی بدلہ لیا جائے گا، اور میں اس کے جیسا خود کو لاٹھی سے مارنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی اپنی گدی پر آنکڑا مارنے کی ہمت ہے کہ خون نکلے گا۔

(المنن الکبری، الباب الرابع عشر، ص ۵۷۷)

جانوروں پر ظلم باعثِ عذاب

جیسے اسلام نے ہر جاندار کے ساتھ رحم و کرم اور شفقت کے ساتھ پیش آنے کی تاکید کی ہے اور اس پر اجر ثواب کی بشارت سنائی اس کے برعکس جانوروں پر ظلم و ستم

کرنے سے منع بھی فرمایا بلکہ جانوروں پر ظلم و ستم کرنا نہ صرف اخلاقی طور پر ایک انتہائی قبیح اور گھناؤنا فعل ہے بلکہ یہ دینی اور روحانی اعتبار سے بھی سخت عذاب کا باعث ہے، جیسا کہ اوپر احادیث کی روشنی میں ہم پڑھ چکے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت کو محض اس لیے جہنم میں ڈالا گیا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کر بھوکا پیاسا مار دیا، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بے زبان مخلوق کو تکلیف دینا اللہ تعالیٰ کی نظر میں کتنا بڑا گناہ ہے، اور اس کے برعکس ایک گنہگار شخص کو اس لیے بخش دیا گیا کہ اس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا، پس یہ دونوں واقعات اس حقیقت کی دلیل ہیں کہ جانوروں کے ساتھ حسن سلوک رحمت الٰہی کو کھینچتا ہے اور ان پر ظلم عذاب کو دعوت دیتا ہے، آج کے دور میں جانوروں پر تشدد کی جو صورتیں سامنے آتی ہیں، خواہ وہ بوجھ سے لدے جانوروں کو بے رحمی سے مارنا ہو، یا انہیں بھوکا پیاسا رکھنا ہو، یا محض تفریح کے لیے انہیں اذیت دینا ہو، یہ سب افعال انسانیت کی تذلیل اور اخلاقی پستی کی علامت ہیں، عقل و شعور رکھنے والے انسان کا فرض ہے کہ وہ ان بے زبان اور بے بس مخلوقات کا محافظ بنے نہ کہ ان کا ظالم، کیونکہ یہ جانور بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور ان کا درد اور فریاد بھی اس ذات تک پہنچتی ہے جو ہر چیز کو دیکھنے اور سننے والی ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گھروں، گلی محلوں اور معاشرے میں جانوروں کے ساتھ شفقت و محبت کا رویہ اپنائیں تاکہ ہم دنیا و آخرت دونوں میں اللہ کی رحمت کے مستحق بن سکیں۔

اللہ کا غضب

اللہ پاک فرماتا ہے: میرا غضب اس شخص پر شدّت اختیار کر جاتا ہے جو اس (مثلاً بے زبان جانور) پر ظلم کرے جس کا میرے علاوہ کوئی مددگار نہیں۔

(معجم صغیر، صفحہ:70،حدیث:71)

جانوروں کو عذاب دینا حرام

اسلام نے جانور اور حیوان کو عذاب دینا حرام قرار دیا ہے۔ مختلف احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک مرتبہ ایک گدھے کے پاس سے ہوا جس کے چہرے کو لوہا گرم کر کے داغا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا: کیا تم لوگوں کو یہ بات نہیں پہنچی کہ میں نے لعنت بھیجی ہے اس آدمی پر جو چوپائے کے چہرے کو داغے یا اس کے چہرے پر مارے؟ پس آپ نے اس سے منع فرمایا۔

(ابوداؤد حدیث:2564)

اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جانور کے چہرے کو داغنے اور مارنے سے منع فرمایا۔

(ترمذی حدیث:1710)

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اس آدمی پر جو جانور کو مثلہ کرے یعنی زندہ جانور کے اعضا (ہاتھ، پیر، ناک، کان، دم وغیرہ) کاٹے۔

(بخاری حدیث:5515)

پیغام حدیث

جانورا گرچہ بول نہیں سکتے اور اپنی تکلیف کو الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہیں، مگر اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ان کا درد حقیقی نہیں یا وہ تکلیف محسوس نہیں کرتے۔

جدید سائنس (science) نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ جانوروں میں بھی اعصابی نظام موجود ہوتا ہے اور وہ انسانوں کی طرح درد اور تکلیف کو اتنی ہی شدت سے محسوس کرتے ہیں، بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ، کیونکہ وہ اپنی تکلیف کو زبان سے بیان نہیں کر سکتے اور خاموشی سے سہتے رہتے ہیں۔ جانور کا چہرہ اس کے پورے جسم کا سب سے نازک اور حساس حصہ ہوتا ہے، جہاں آنکھیں، ناک، کان اور منہ جیسے اہم اعضاء موجود ہوتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ اس حصے میں تکلیف دینا ایک عام ظلم نہیں بلکہ انتہائی سنگین اور قابلِ مذمت گناہ ہے۔ ہر مذہب اور اخلاقی نظام میں جانوروں پر رحم کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور ان پر ظلم کرنے والے کو سخت گناہگار قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہم ان بے زبان مخلوقات کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ کریں اور انہیں تکلیف دینے سے ہمیشہ باز رہیں۔

ڈیئر ریڈرز! یاد رہے جانوروں کو تکلیف دینا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جانور پر ظلم انسان پر ظلم کرنے سے زیادہ بڑا ہے کہ انسان تو اپنا دکھ درد کسی سے کہہ سکتا ہے، بے زبان جانور کسی سے فریاد بھی نہیں کر سکتا۔

(مرآۃ المناجیح، جلد:5، صفحہ:171)

ضرورتاً (مثلاً قابو کرنے، ہانکنے یا تیز چلانے کے لئے جانور کو ہلکا پھلکا) مارنے کی ضرورت پیش آئے تب بھی سَر اور چہرے پر مت ماریئے کہ یہ جائز نہیں ہے۔

(العقود الدریہ، کتاب الفرائض، صفحہ:565 ملخصاً)

جانوروں پر تیر چلانا

اسلام نے جانور کو قید کر کے اسے نشانہ بنانے سے منع فرمایا، جیسے کسی پرندے کو یا بکری کو باندھ دیا جائے اور اس کو تیر یا گولی سے نشانہ بنایا جائے اور مارا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے؛ اس لیے کہ یہ اس حیوان کو عذاب دینا اور تکلیف پہنچانا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ایسی چیز کو نشانہ مت بناؤ جس میں روح اور جان ہو۔

(مسلم حدیث58؛ ترمذی حدیث:1475)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اس آدمی پر جو جان دار چیز کو نشانہ بنائے۔

(مسلم حدیث:1985)

جانوروں کو آپس میں لڑانے کی ممانعت

ہر وہ عمل جس سے جانور کو تکلیف اور ایذا دینا لازم آئے شریعت مطہرہ میں ممنوع ہے، جیسے دو بیلوں یا سانڈوں کو آپس میں لڑانا، یا مرغے، یا مینڈھے کو آپس میں لڑانا، یا پرندوں کو بلا فائدہ قید کر کے رکھنا، یا عمل دشوار کے ذریعہ جانور کو ذبح کرنا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں اور چوپایوں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا۔

(ابوداؤد حدیث:2562؛ ترمذی حدیث:1708)

گھریلو بلی اور پرندوں کا خیال رکھئے

امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جس گھر میں اس کی بلی کو اس کی خوراک اور ضروریات نہ ملیں اور جس کے پنجرے میں بند پرندوں کی پوری خبر گیری نہ ہوتی ہو تو وہ کتنی ہی عبادت کرے مُحسِنین میں شمار نہیں ہوگا۔

(الجامع لاحکام القرآن، ۵/۱۲۲)

تکلیف دینے والی بلی کا شرعی حکم

بلی اگر ایذا دیتی ہو تو اسے باہر چھوڑ دینے میں حرج نہیں اور تیز چھری سے ذبح بھی کر سکتے ہیں مگر چھڑوانا ایسی جگہ جائز نہیں جہاں سے وہ اپنے کسی رِزق تک نہ پہنچ سکے۔ فقط۔

(فتاویٰ رضویہ، ۲۴/۶۶۰)



انبیائے کرام اور جانور کی دیکھ بھال

ویسے تو اوپر ہم حدیث پاک پڑھ چکے کہ ہر نبی علیہ السلام نے بکریاں چرائی لیکن یہاں پر ہم چند انبیاء کرام علیہم السلام کے اُسماء گرامی حصول برکت اور موضوع کو اہمیت دیتے ہوئے ذکر کر دیتے ہیں جنھوں نے جانور پالے یا ان کی دیکھ بال کی۔

حضرت آدم علیہ السّلام

روایات کے مطابق حضرت آدم علیہ السّلام کھیتی باڑی اور جانوروں کی دیکھ بھال کرتے تھے

حضرت نوح علیہ السّلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السّلام کو فرمایا:

قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

ترجمہ: ”ہم نے فرمایا: کشتی میں ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا سوار کر لو۔“

(سورۃ ہود، آیت:40)

کشتی میں مختلف جانوروں کے جوڑے ساتھ رکھنے کا حکم ملا، گویا کہ حضرت نوح علیہ السّلام نے بھی جانوروں کی حفاظت، دیکھ بھال اور نگرانی فرمائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قرآنِ پاک میں بکریاں چرانے کا واضح ذکر موجود ہے:

قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ

اور آگے آپ پہلے پورا واقعہ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جانوروں کو پانی پلایا۔

(سورۃ القصص، آیات:24-23)

حضرت یعقوب علیہ السّلام

حضرت یعقوب علیہ السّلام اور ان کی اولاد بکریاں چَراتے تھے اور بکریاں پال کر ان کو بیچا کرتے تھے۔(تاریخ مختصر الدول، الدولۃ الاولی، یعقوب بن اسحاق، ص25 دار الرائد اللبنانی الحازمیہ، لبنان۔ نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور، پ12، یوسف، تحت الآیۃ: 21، 4/25 دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ جنتی زیور، ص547 مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حضرت یوسف علیہ السّلام

حضرت یوسف علیہ السّلام سترہ سال کے تھے تو اپنے بھائیوں کے ساتھ بھیڑ بکریاں چَراتے تھے۔

(نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور، پ12، یوسف تحت الآیۃ:21، 4/25)

حضرت ایوب علیہ السّلام

حضرت ایوب علیہ السّلام کے پاس ہزارہا اونٹ، ہزارہا بکریاں اور دیگر جانور تھے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر، قصۃ ایوب علیہ السلام، ص361 دار التالیف، القاہرۃ)

حضرت شعیب علیہ السّلام

حضرت شعیب علیہ السّلام جانور پالتے اور ان کے دودھ سے روزی حاصل کرتے تھے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت شعیب علیہ السّلام

بکریاں چرایا کرتے تھے۔

(تفسیر در منثور، پ1، البقرۃ، تحت الآیۃ36، 1/139، دار الفکر، بیروت)

حضرت ابراہیم علیہ السّلام

حضرت ابراہیم علیہ السّلام حلب اور "بیتِ لاہا" پہاڑ کے درمیان اپنی بکریاں چرایا کرتے تھے۔

(بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب، باب فی ذکر الجبال...، ذکر جبل سمعان، 1/420، دار الفکر، بیروت)

حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی نبی بھیجے، سب نے بکریاں چرائیں۔"

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی؟"

فرمایا:

نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ

ترجمہ: "ہاں، میں اہلِ مکہ کی بکریاں چند قیراط کے بدلے چرایا کرتا تھا۔"

(صحیح البخاری، رقم الحدیث 2262 مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

ایک روایت میں ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس دودھ دینے والی 10 بکریاں تھیں۔

(سبل الہدی والرشاد، جماع ابواب دوابہ، الباب السادس...الخ، 7 / 412، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

صحابہ کرام اور جانوروں کی دیکھ بھال

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ذریعۂ مَعاش تجارت تھا مگر آپ نے بکریاں بھی پال رکھی تھیں جنہیں آپ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ چراتے تھے۔ چنانچہ ہجرت کے دوران جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے غارِ ثور میں تین راتیں گزاریں تو حضرت عامر بن فُہَیرہ رضی اللہ عنہ پہاڑ کے آس پاس دن بھر بکریاں چراتے رہتے، اور رات کو غار میں دودھ لے کر پہنچ جاتے تھے۔

(بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ، ص 982، حدیث: 3905 ملخصاً)

حضرت عَمرو بن عَبَسَہ رضی اللہ عنہ

صحابیٔ رسول حضرتِ عَمرو بِن عَبَسَہ رضی اللہ عنہ اپنے جانوروں کو چرانے کے لئے جایا کرتے تھے۔

(الاصابہ، رقم: 5918- عمرو بن عبسۃ، 4/541، المکتبۃ التوفیقیہ، مصر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ بہت ہی عبادت گزار، انتہائی متواضع اور پرہیز گار صحابی ہیں۔ آپ یمن کے قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں آپ کا نام "عبد شمس" تھا۔ ۷ھ میں جنگ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے۔ اسلام لانے کے بعد آپ کا نام عبد الرحمن یا عبد اللہ رکھا گیا۔ ان کو بلیوں سے بڑی محبت تھی اور ان کی

بڑی دیکھ بھال کرتے تھے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی آستین میں ایک بلی کو دیکھا تو ان کو یَااَبَاھُرَیْرَۃ (اے بلی کے باپ) کہہ کر پکارا، اس دن سے آپ کا یہ لقب اس قدر مشہور ہو گیا کہ لوگ آپ کا اصلی نام ہی بھول گئے اسی لئے آپ کے نام میں بڑا اختلاف ہے۔ آپ اصحابِ صُفَّہ میں سے ہیں۔

(ماخوذ من سیر اعلام النبلاء، ۲/۵۷۹)

تابعین اور جانوروں کی دیکھ بھال

حضرت عَلْقَمَہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ

جلیلُ القدر (یعنی بڑے مرتبے والے) تابعی (تابعی اس مُبارک ہستی کو کہتے ہیں جسے ایمان کی حالت میں کسی صحابی سے ملاقات کا شرف ملا اور ایمان کی حالت میں ہی اس دنیا سے رخصت ہوئے ہوں۔) حضرت عَلْقَمَہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث و فقہ کے ماہر اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے قابل شاگردوں میں سے تھے، لوگوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے تھے۔ اتنا مقام و مرتبہ ہونے کے باوجود آپ نے اپنے گھر میں بکریاں رکھی ہوئی تھیں اور جب گھر میں ہوتے تو بکریوں کے چارے وغیرہ کا بندوبست خود ہی کرتے اور جب بکریاں ایک دوسرے کو سینگ مارتیں تو لاٹھی وغیرہ کے ذریعے انہیں ایک دوسرے سے جدا کر دیتے۔

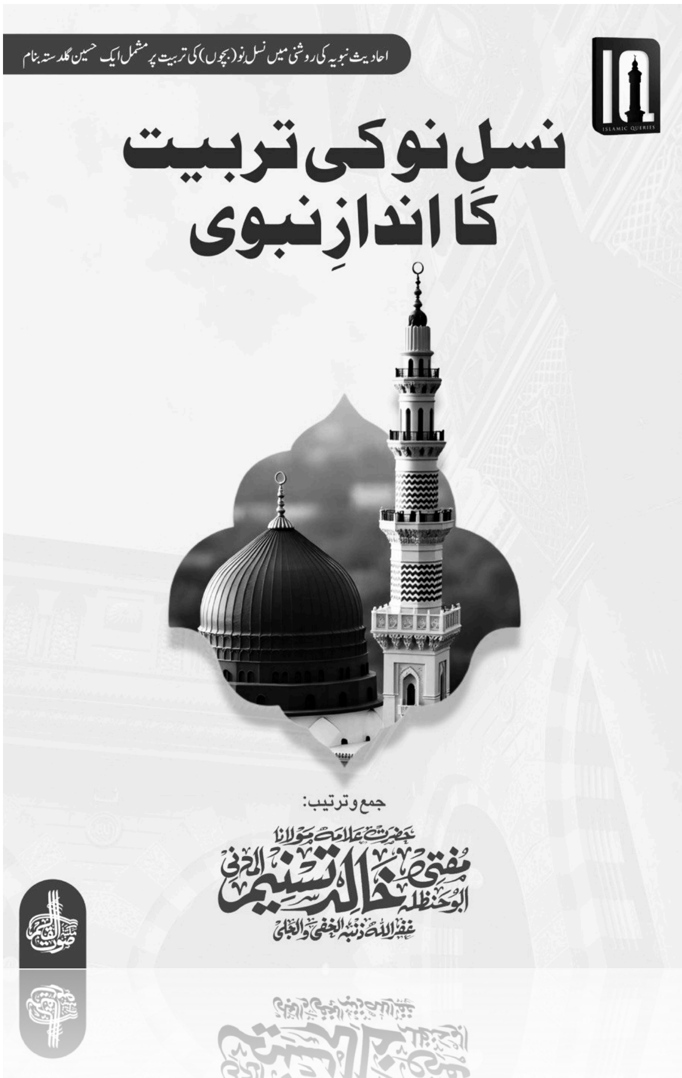
(تاریخ ابن عساکر، الرقم: 4754، علقمۃ بن قیس، 41/182، دار الفکر، بیروت)

حضرت حسّان بن عَطِیَّہ رحمۃُ اللّٰہ علیہ

حضرت حسّان بن عَطِیَّہ رحمۃ اللہ علیہ جَلیلُ القدر تابعی اور پرہیزگار تھے، آپ نے بکریاں رکھی ہوئی تھیں جن کو چرانے لے جایا کرتے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء، حسان بن عطیۃ، 6/72، رقم: 7828 ملخصاً دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اِن کے علاوہ بھی بہت سے بزرگانِ دِین ایسے ہیں جو دِینِ متین کی خدمت کے ساتھ ساتھ حصولِ رزق کے لئے جانور بھی پالتے رہے اور جانوروں کی دیکھ بھال کرتے رہے۔



پرندوں کے حقوق(Rights)

الحمدللہ! اسلام ایک ایسا پیارا دین ہے، جو زندگی کے ہر معاملے میں ہماری کامل رہنمائی کرتا ہے، اسلام کا ایک خوبصورت پہلو یہ بھی ہے کہ یہ جانداروں پر رحم کی تعلیم دیتا ہے، یہ اپنے ماننے والوں کو نہ صرف انسانوں بلکہ چرند پرند کے ساتھ بھی اچھے سلوک کی ترغیب دلاتا ہے۔ چنانچہ اللہ پاک کے آخری نبی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: اگر کوئی کسی کا کفیل (یعنی پرورش کرنے والا) ہے تو اُس کو چاہیے کہ وہ اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میری نہ اولاد ہے نہ بیوی اور نہ ہی خاندان، صرف ایک مرغی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے اس کے دانہ پانی میں ایک دن بھی کوتاہی کی تو اللہ پاک تجھے اچھا سلوک کرنے والوں میں نہ لکھے گا۔

(قرۃ العیون ومفرح القلب المحزون، الباب الثامن: فی عقوبۃ قاتل النفس و قاطع الرحم، ص400، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ڈیئر ریڈرز!

اس حدیث پاک سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو گھروں میں بڑے شوق سے پرندے رکھ تو لیتے ہیں، لیکن پھر ذاتی مصروفیات یا غفلت کی وجہ سے ان کا خیال نہیں رکھ پاتے، ان کے دانہ پانی اور رہنے کے لئے مناسب جگہ کا اہتمام نہیں کر سکتے، جس کی وجہ سے اُن کا وہ شوقیہ رکھا ہوا پرندہ بھوک یا موسم کی شدت سے مر جاتا ہے۔ یاد رہے کہ حدیثِ پاک کے مطابق اگر کوئی ایک دن بھی مرغی یا پالتو پرندے کے دانہ پانی کا خیال نہیں رکھتا تو وہ اچھا سلوک کرنے والوں میں سے نہیں

لکھا جائے گا۔ لٰہذا جو پرندے اور مرغیاں وغیرہ ہم گھروں یا فارموں میں پالتے ہیں اُن کی خوراک اور مناسب حفاظت کا
بندوبست کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے ورنہ ہم گنہگار ہوں گے۔

ہر جاندار کے حقوق ہیں

سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو انسان کسی چڑیا یا اس سے بڑے کسی ذی روح کو ناحق قتل کرے گا اللہ پاک قیامت کے دن اُس سے اِس کے بارے میں پُوچھ گچھ فرمائے گا۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اُن کا حق کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کھانے کے لئے ذبح کرے اور نشانہ بازی کے لئے اُس کا سر نہ کاٹے۔

(نسائی، کتاب الصید والذبائح، باب اباحۃ اکل العصافیر، ص707، حدیث:4355)

(مسلم، کتاب الصید والذبائح...الخ، باب النہی عن صبر البہائم، ص778، حدیث:1958)

پرندوں کو نشانہ بازی کے لئے استعمال کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قریش کے بچوں کے پاس سے گزرے، جو ایک پرندے کو باندھ کر اُس پر نشانہ بازی کر رہے تھے جبکہ انہوں نے پرندے کے مالک سے یہ طے کیا ہوا تھا کہ جو تیر (Arrow) نشانے پر نہ لگا وہ اس کا ہو گا۔ جب انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا تو بھاگ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: "یہ کس نے کیا ہے؟ اللہ عزوجل ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائے، بے شک رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ذِی رُوح (یعنی جاندار، Alive) کو تیر اندازی کا نشانہ بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔"

(مسلم، ص۱۰۷۲، حدیث:۲۶۰۵)

پیغامِ حدیث

یہ واقعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی غیرتِ ایمانی اور رسولِ اکرم ﷺ کی تعلیمات سے گہری وابستگی کو ظاہر کرتا ہے۔ انہوں نے کچھ نوجوانوں کو دیکھا جو ایک زندہ پرندے کو باندھ کر اسے تیر اندازی کا نشانہ بنا رہے تھے۔ ان کے نزدیک یہ شاید ایک گیم (game) یا تفریح تھی، لیکن حقیقت میں یہ ایک بے زبان مخلوق پر ظلم تھا۔ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں پہنچے تو وہ نوجوان خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ عمل غلط ہے۔ آپ رضی اللہ عنہما نے سخت ناراضی کا اظہار فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنایا کہ جو کسی جاندار کو محض کھیل یا مشق کے لیے نشانہ بنائے، اس پر لعنت ہے۔

یہ حدیث اسلام کے اس عظیم اصول کو واضح کرتی ہے کہ کسی بھی زندہ مخلوق کو بلا وجہ تکلیف دینا حرام ہے۔ اسلام انسان کو صرف عبادات نہیں سکھاتا بلکہ ہر مخلوق کے ساتھ رحم، شفقت اور ذمہ داری کا رویہ اپنانے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ حدیث ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ تفریح کی بھی حدود ہوتی ہیں۔ اگر کسی ایکٹیویٹی (activity) میں کسی جاندار کو اذیت پہنچتی ہو تو وہ تفریح نہیں بلکہ ظلم ہے۔

ڈیئر ریڈرز! یاد رہے اس زمانے میں تیر اندازی ایک اہم مہارت تھی، جو دفاعی ضرورت (Defensive need) بھی تھی۔ مگر اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے واضح فرمایا کہ کسی زندہ جانور کو صرف مشق کے لیے نشانہ بنانا جائز نہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مقصد کے ساتھ طریقے کی پاکیزگی کو بھی ضروری سمجھتا ہے۔ اگر کوئی کام بظاہر فائدہ مند ہو لیکن اس میں ظلم شامل ہو تو اسلام اسے قبول نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ردِعمل ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ جب معاشرے میں ظلم یا غلطی دیکھی جائے تو خاموش رہنا درست نہیں، بلکہ حکمت کے ساتھ اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔

سیکھنے کی باتیں

اینیمل رائٹس (Animal Rights)

اینیمل رائٹس (animal rights) اسلام کا بنیادی تصور ہے آج دنیا جانوروں کے حقوق کے لیے الگ قوانین (laws) بنا رہی ہے، جبکہ اسلام نے چودہ سو سال پہلے ہی جانوروں پر ظلم کو ممنوع قرار دے دیا۔ یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام ایک مکمل سسٹم (system) ہے۔

آج بعض لوگ شکار، جانوروں کی لڑائی، یا سوشل میڈیا کے لیے جانوروں کو تکلیف دے کر کانٹینٹ (content) بناتے ہیں۔ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ ایسی تفریح ناجائز اور غیر اخلاقی ہے۔

جانوروں کو یوز (Use) کریں ابیوز (Abuse) نہیں

ہر کھیل یا مشق کے کچھ اخلاقی اصول ہوتے ہیں، اور یہ اصول اس لیے وضع کیے گئے ہیں تاکہ انسان اپنی مہارت کو صحیح سمت میں استعمال کرے۔ جب کوئی شخص کسی

پریکٹس (practice) میں بے زبان مخلوق کو تکلیف دیتا ہے، تو وہ دراصل کوئی ہنر یا قابلیت نہیں سیکھ رہا ہوتا، بلکہ اپنے دل کو سخت اور احساس سے خالی کر رہا ہوتا ہے، کیونکہ جو ہاتھ کسی بے بس جانور پر ظلم کرنا سیکھ لے، وہ ہاتھ مہارت کا نہیں بلکہ بے حسی کا نشان بن جاتا ہے۔ اسی طرح طاقت کے معاملے میں بھی یہی اصول لاگو ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو اختیار اور قوت عطا کی ہے، وہ محض آزمائش کے لیے نہیں دی گئی بلکہ اس کے ساتھ بھاری ذمہ داری بھی عائد کی گئی ہے، اور جو شخص اپنی اس طاقت کو کسی کمزور، بے سہارا یا بے زبان مخلوق پر آزماتا ہے، وہ دراصل ابیوز (abuse) کا مرتکب ہوتا ہے، جو نہ صرف اخلاقی طور پر قابل مذمت ہے بلکہ انسانیت کے اس بلند مرتبے سے بھی گراوٹ ہے جو اللہ نے اسے عطا کیا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم جانوروں کو یوز (use) کریں ابیوز (abuse) نہ کریں۔

نسل نو کی تربیت پر خاص توجہ

یہ واقعہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کس قدر اہم اور ضروری ہے، کیونکہ انسان کی شخصیت کی بنیاد بچپن ہی میں رکھی جاتی ہے اور اگر اس نازک دور میں ان کے دلوں میں رحم، شفقت اور ہمدردی کے جذبات کو پروان نہ چڑھایا جائے تو آہستہ آہستہ ان کے اندر بے حسی اور سنگ دلی جڑ پکڑ لیتی ہے، جس کا خمیازہ نہ صرف انھیں خود بلکہ پورے معاشرے کو بھگتنا پڑتا ہے۔ والدین اور اساتذہ، جو کہ بچے کی زندگی کے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والے رہنما

ہوتے ہیں، ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو اچھے اخلاق اور انسانی ویلیوز (values) سکھائیں، انھیں یہ احساس دلائیں کہ دوسروں کا درد محسوس کرنا اور ان کی مدد کرنا ہی اصل انسانیت ہے، تاکہ یہ بچے کل کو ایسے ذمہ دار اور باشعور افراد بنیں جو معاشرے میں محبت، امن اور بھائی چارے کی فضا کو قائم رکھ سکیں۔

(اس موضوع پر ہماری کتاب ''نسلِ نو کی تربیت کا اندازِ نبوی'' کا مطالعہ بے حد مفید رہے گا)

غلط کام دیکھ کر خاموش نہ رہنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خاموشی اختیار نہیں کی بلکہ فوراً اصلاح فرمائی۔ آج معاشرے میں اگر ظلم، ناانصافی یا غلط بی ہیویئر (behavior) نظر آئے تو حکمت عملی سے اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اور حکمت عملی یہ ہے کہ وہ فوری طور پر جذباتی ردِّ عمل دینے کی بجائے پہلے صورتِ حال کو غور سے سمجھے اور اس کی تمام جہتوں کا جائزہ لے، کیونکہ بغیر سوچے سمجھے اٹھایا گیا قدم اکثر معاملے کو سلجھانے کی بجائے مزید الجھا دیتا ہے۔ اصلاح کا سب سے مؤثر طریقہ یہ ہے کہ پہلے نرمی اور محبت کے ساتھ متعلقہ شخص کو اس کی غلطی کا احساس دلایا جائے، کیونکہ سخت لہجہ اور تلخ کلامی سامنے والے کو دفاعی رویّے پر مجبور کر دیتی ہے اور وہ بات ماننے کی بجائے اَڑ جاتا ہے۔ اگر ذاتی گفتگو سے معاملہ حل نہ ہو تو سماجی سطح پر بزرگوں، معززین یا متعلقہ اداروں کی مدد لی جائے تاکہ مسئلے کو قانونی اور اخلاقی دائرے میں رہ کر حل کیا جا

سکے۔اس پوری عمل میں اپنے اندر تحمل، برداشت اور حکمت کو برقرار رکھنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ جو شخص خود اپنے جذبات پر قابو رکھتا ہے وہی دوسروں کے رویّے میں تبدیلی لانے کی حقیقی صلاحیت رکھتا ہے،اور یہی ایک پختہ، باشعور اور ذمہ دار انسان کی اصل پہچان ہے۔اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرما:

مَنْ رَاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ

یعنی جو تم میں سے کوئی بُرائی دیکھے تو اُسے اپنے ہاتھ سے بَدَل دے اور اگر وہ اِس کی قوّت نہیں رکھتا تو اپنی زَبان سے (روک دے) پھر اگر وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے (بُرا جانے) اور یہ سب سے کمزور ایمان کا دَرَجہ ہے۔

(مسلم، ص48،حدیث:177)

اس کے بچے اسے لوٹا دو

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے دو بچے تھے، ہم نے انہیں پکڑ لیا، چڑیا آئی اور پھڑ پھڑانے لگی۔سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار ﷺ تشریف لائے تو دریافت فرمایا: کس نے اسے اس کے بچوں کے معاملے میں تکلیف پہنچائی ہے؟اس کے بچے اسے لوٹا دو۔

(ابوداؤد،۳/۷۵)

پیغام حدیث

یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم رحمت کو ظاہر کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوٹے سے پرندے کی تکلیف کو بھی اہم سمجھا اور فوراً اُس کا ازالہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ واقعہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اسلام میں صرف انسانوں کے حقوق ہی نہیں بلکہ جانوروں اور پرندوں کے جذبات، احساسات اور حقوق کا بھی مکمل خیال رکھا گیا ہے۔

سیکھنے کی باتیں

برڈ ایمپیتھی (Bird Empathy)

اینیمل ایمپیتھی (animal empathy) اور برڈ ایمپیتھی (Bird empathy) یہ سب اسلامی تعلیمات ہیں۔ جانوروں اور پرندوں کے ساتھ ہمدردی اور ان کے احساسات کا احترام کوئی جدید مغربی تصور نہیں، بلکہ یہ اسلامی تعلیمات کا ایک لازمی حصہ ہے۔ آج کی دنیا میں اینیمل ایمپیتھی (Animal Empathy) یعنی جانوروں کے ساتھ جذباتی ہمدردی کے موضوع پر بڑے بڑے ادارے اور تنظیمیں کام کر رہی ہیں، مگر اسلام نے یہ سبق آج سے چودہ سو سال پہلے ہی دے دیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف جانوروں کے ساتھ رحم اور شفقت کا حکم دیا، بلکہ اپنے عمل سے بھی یہ ثابت کیا کہ پرندے اور جانور بھی احساس،

درد اور جدائی محسوس کرتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ واقعہ میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک پرندے کے گھونسلے سے اس کے بچے اٹھا لیے، تو وہ پرندہ بے چین ہو کر ان کے اوپر منڈلانے لگا۔ آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ اس کے بچے واپس کر دو، کیونکہ تم نے اسے تکلیف دی ہے۔ یہ واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام میں جانوروں اور پرندوں کے جذبات کو نظر انداز کرنا سخت ناپسندیدہ ہے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ایک عورت کو صرف اس لیے عذاب ہوا کہ اس نے ایک بلی کو بھوکا باندھ کر رکھا اور اسے نہ کھانا دیا نہ آزاد چھوڑا۔ یہ تعلیمات بتاتی ہیں کہ اسلام کی نظر میں ہر جاندار کا احساس قابلِ احترام ہے، اور کسی بھی بے زبان مخلوق کو تکلیف دینا انسانی اخلاق کے خلاف بھی ہے اور اللہ کی ناراضگی کا سبب بھی۔

پرندوں کی بھی فیلینگز(Feelings)ہوتی ہیں

جانوروں اور پرندوں کی اپنی ایک الگ جذباتی دنیا ہوتی ہے، اور یہ کہنا بالکل درست ہے کہ ان کی بھی فیلنگز(Feelings)ہوتی ہیں۔ آج کی سائنس(Science)نے یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت کر دی ہے کہ جانور اور پرندے محض بے جان مخلوق نہیں، بلکہ وہ محبت، خوف، جدائی اور خوشی جیسے گہرے جذبات محسوس کرتے ہیں۔ جب کوئی ماں جانور اپنے بچے سے بچھڑ جاتی ہے تو اس کی بے چینی اور تڑپ کسی بھی انسانی ماں کے درد سے کم نہیں ہوتی۔ ہاتھی اپنے مردہ ساتھیوں کے پاس بیٹھ کر غم مناتے ہیں، کتے اپنے مالک کی واپسی پر جو خوشی ظاہر کرتے ہیں وہ دل کو چھو لیتی ہے، اور پرندے اپنے گھونسلے اور ساتھی کے کھو

جانے پر بے قرار ہو جاتے ہیں۔ ریسرچ(Research) سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جانوروں کے دماغ میں وہی حصے متحرک ہوتے ہیں جو انسانوں میں جذبات کے وقت کام کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس حقیقت کو اُس وقت واضح فرمایا جب جدید ریسرچ(research) کا تصور بھی موجود نہ تھا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم جانوروں کے ساتھ رحم دلی اور شفقت کا برتاؤ کریں، کیونکہ ہماری تکلیف دہ حرکتیں انہیں بھی اتنی ہی تکلیف دیتی ہیں جتنی کسی انسان کو دیتی ہیں۔

اکثر بچے شوق میں پرندوں کے گھونسلے سے بچے اٹھا لیتے ہیں یا جانوروں کو تنگ کرتے ہیں۔ یہ حدیث والدین اور اساتذہ کو سکھاتی ہے کہ بچوں کو شروع سے رحم دلی اور نرمی کی ٹریننگ(training) دی جائے۔ تاکہ وہ دوسروں کی فیلینگز(feelings) کا احساس کریں

انوائرمنٹل اویئرنیس(Environmental Awareness)

اسلام نے اینوائرمنٹ(Environment) یعنی قدرتی ماحول کی حفاظت پر بھی زور دیا ہے، جیسا کہ یہ حدیث ہمیں نیچر(nature) کے احترام کا سبق دیتی ہے۔ کیونکہ اللہ جل مجدہ نے اس کائنات کو ایک حسین توازن میں تخلیق کیا ہے، جس میں ہر مخلوق کا اپنا ایک مقام اور کردار ہے۔ پرندے اس قدرتی نظام کا ایک نہایت اہم حصہ ہیں، کیونکہ ان کے گھونسلے، گھنے درخت اور سرسبز جنگلات نہ صرف ان کی پناہ گاہ ہیں بلکہ ان کی پوری دنیا ہیں، جہاں وہ اپنے بچوں کی پرورش کرتے، خوراک تلاش کرتے اور اپنی نسل کو آگے بڑھاتے ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کے اس ترقی

یافتہ دور میں انسان نے اپنے مفادات کی خاطر جنگلات کی اندھادھند کٹائی شروع کر دی ہے، جس کے نتیجے میں نہ صرف پرندوں بلکہ بے شمار دیگر مخلوقات کے قدرتی مسکن تباہ ہو رہے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''زمین میں فساد نہ پھیلاؤ''، اور ماحول کی تباہی بھی اسی فساد کی ایک شکل ہو سکتی ہے۔ پس ہم پر لازم ہے کہ ہم جانوروں اور پرندوں کے ساتھ رحم دلی سے پیش آئیں، ان کے قدرتی ماحول کی حفاظت کریں اور اسلام کی ان روشن تعلیمات کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں

ماحول کی اس بڑھتی ہوئی تباہی نے پوری حیاتیاتی زنجیر کو متاثر کیا ہے اور کئی نایاب انواع معدومیت کے دہانے پر پہنچ چکی ہیں۔ اسی لیے آج کے دور میں انوائرمینٹل اویئرنیس (environmental awareness) یعنی ماحولیاتی شعور کا فروغ وقت کی سب سے بڑی ضرورت بن چکا ہے، تاکہ آنے والی نسلیں بھی اس سرسبز اور خوبصورت کائنات سے لطف اندوز ہو سکیں اور قدرت کا یہ حسین توازن برقرار رہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام کی رحمت صرف انسانوں تک محدود نہیں بلکہ ہر جاندار تک پہنچتی ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو رحمت (mercy) للعالمین کہا گیا

طاقت کا غلط استعمال (Misuse) ظلم ہے

انسان چونکہ طاقتور ہے، اس لیے وہ کمزور مخلوقات پر آسانی سے قابو پالیتا ہے۔ اسلام سکھاتا ہے کہ طاقت کا استعمال ظلم کے لیے نہیں بلکہ حفاظت کے لیے ہونا چاہیے۔ طاقت کا غلط یوز (use) ظلم ہے

ریئل کمپیشن (real compassion) چھوٹی چیزوں میں ظاہر ہوتی ہے
اصل رحم دلی صرف بڑے مواقع پر نہیں بلکہ روزمرہ زندگی کے معمولی معاملات میں نظر آتی ہے۔ پیاسے پرندے کے لیے پانی رکھنا، زخمی جانور کی مدد کرنا یا گھونسلہ نہ چھیڑنا حقیقی شفقت کی مثالیں ہیں۔ آج لوگ تفریح کے لیے جانوروں اور پرندوں کی ویڈیوز بناتے ہوئے انہیں تکلیف پہنچا دیتے ہیں۔ یہ حدیث ہمیں یاد دلاتی ہے کہ کانٹینٹ (content) بنانے کے لیے کسی مخلوق کو اذیت دینا اخلاقاً غلط ہے۔

حقیقی لیڈر شپ (Leadership)

حقیقی لیڈر شپ (Leadership) دراصل حساسیت اور احساس کا دوسرا نام ہے، اور اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے ہمیں نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کی طرف نظر دوڑانی ہوگی، جہاں ہمیں ایسے لمحات ملتے ہیں جو رہتی دنیا تک انسانیت کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بیان کردہ واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس ننھی سی مخلوق کی تکلیف کو نہ صرف محسوس کیا بلکہ اس کا ازالہ بھی فرمایا۔ یہ حدیث پاک ہمیں یہ عظیم سبق دیتی ہے کہ حقیقی لیڈر (Leader) وہ نہیں جو محض طاقتور لوگوں کے مسائل سمجھے، بلکہ حقیقی لیڈر (Leader) وہ ہوتا ہے جس کا دل اتنا وسیع اور نظر اتنی باریک ہو کہ وہ کمزور ترین اور بے زبان مخلوق کے درد کو بھی پہچان سکے اور اسے دور کرنے کی فکر کرے۔ پس جو شخص چھوٹوں، کمزوروں اور بے سہاروں کے احساسات کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو، وہی درحقیقت لیڈر شپ (Leadership) کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہونے کا اہل ہے۔

ظلم کے خلاف فوری ایکشن (Action)

رسولِ اکرم ﷺ کی تعلیمات کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ صرف زبانی نصیحت یا جذباتی ہمدردی پر اکتفا نہیں فرماتے تھے بلکہ حالات کے مطابق فوری عملی اقدام بھی فرماتے تھے۔ جب بھی آپ ﷺ نے دیکھا کہ کسی پر ظلم، زیادتی یا ناانصافی ہو رہی ہے تو فوراً اُس کے ازالے کا حکم دیا، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں چڑیا کے بچوں کو واپس کرنے کا حکم دینا اس بات کی واضح مثال ہے کہ اسلام محض نظریاتی یا خطیبانہ مذہب نہیں بلکہ عمل، انصاف اور فوری اصلاح کا دین ہے۔ اس طرزِ عمل سے ہمیں یہ عظیم سبق ملتا ہے کہ معاشرے میں کسی مظلوم، کمزور یا بے بس انسان کے ساتھ زیادتی ہوتی دیکھ کر صرف افسوس کرنا، تنقید کرنا یا خاموش ہمدردی ظاہر کرنا کافی نہیں، بلکہ اپنی استطاعت کے مطابق عملی قدم اٹھانا بھی ضروری ہے۔ ایک حقیقی مسلمان وہ ہے جو برائی کو دیکھ کر اسے ختم کرنے کی کوشش کرے، مظلوم کا سہارا بنے، حق دار کو اس کا حق دلانے میں کردار ادا کرے اور معاشرے میں عدل و انصاف کے قیام کے لیے سنجیدہ کوشش کرے۔ یہی وہ نبوی اسلوب ہے جو انسان کو بے حسی سے نکال کر ذمہ داری، احساس اور عملی خدمت کے راستے پر گامزن کرتا ہے۔

اسلام اور یونیورسل مرسی (Universal Mercy)

اسلام کی رحمت صرف انسانوں تک محدود نہیں بلکہ ہر جاندار تک پہنچتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو رحمت (mercy) للعالمین کہا گیا۔اسلام کی رحمت صرف انسانوں تک محدود نہیں بلکہ ہر جاندار تک پہنچتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمام مخلوقات کے لیے سراپا رحمت بنایا ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو "رحمۃ للعالمین" یعنی تمام جہانوں کے لیے رحمت قرار دیا، اور یہ لقب اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی رحمت کسی ایک قوم، رنگ یا نسل تک محدود نہ تھی بلکہ انسان، حیوان، پرندے، درخت اور کائنات کی ہر چیز اس رحمت کے دائرے میں آتی ہے۔ آپ ﷺ نے جانوروں پر ظلم کرنے سے منع فرمایا، بھوکے کتے کو پانی پلانے والے گنہگار شخص کی مغفرت کی بشارت دی، اور یہ تعلیم دی کہ جب کسی جانور کو ذبح کرو تو چھری تیز رکھو تاکہ اسے تکلیف کم ہو۔ غرض یہ کہ اسلام کا نظامِ رحمت اتنا وسیع اور جامع ہے کہ آج کی دنیا میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی، اور یہی اسلام کی عالمگیریت اور ابدیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

چڑیا کی کَمپلینٹ (Complaint)

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی چڑیا کو بلاضرورت قتل کریگا تو وہ چڑیا قیامت کے دن اللہ عزوجل کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہوئے عرض کرے گی: اے میرے رب! فلاں نے مجھے بِلاضرورت قتل کیا تھا کسی نفع کے لئے قتل نہیں کیا۔

(نسائی، ۳/۷۳ حدیث: ۴۵۳۵)

پیغام حدیث

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ اسلام میں کسی جانور یا پرندے کی جان محض کھیل، تفریح یا دل بہلانے کے لیے لینا سخت ناپسندیدہ عمل ہے۔اسلام ہر جاندار کی زندگی کو اہمیت دیتا ہے۔اگر کسی جانور کو کھانے، حفاظت یا کسی حقیقی ضرورت کے بغیر قتل کیا جائے تو یہ ظلم شمار ہوتا ہے۔

آج کے ماڈرن (modern) دور میں بعض لوگ صرف شوق، تفریح یا ہابی (hobby) کے طور پر پرندوں اور جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔ کہیں پرندوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے، کہیں جانوروں کو اذیت دے کر ویڈیو (video) بنائی جاتی ہے، اور کہیں محض تفریح کے لیے معصوم مخلوق کی جان لے لی جاتی ہے۔یہ حدیث ایسے تمام رویّوں کی سخت مذمت کرتی ہے۔

یہ صرف ایک پرندے کی بات نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ایک اخلاقی سبق ہے کہ طاقتور کو کمزور پر ظلم کا حق حاصل نہیں

اسلام نہ صرف عبادات بلکہ ماحول، جانوروں، پرندوں اور معاشرتی اخلاقیات میں بھی توازن کی تعلیم دیتا ہے۔یہ حدیث انسان کو احساس دلاتی ہے کہ قیامت کے دن صرف انسانوں کے حقوق ہی نہیں بلکہ جانوروں کے حقوق کا حساب بھی ہوگا۔

چڑیا کو تکلیف دینے کا انجام

حضرتِ علامہ کمالُ الدّین دَمیری علیہ رَحمۃُ اللہِ القوی نَقل کرتے ہیں:

''زَمَخْشَری''(جو کہ مُعتزِلی فرقے کا ایک مشہور عالم گزرا ہے اُس) کی ایک ٹانگ کٹی ہوئی تھی، لوگوں کے پوچھنے پر اُس نے انکشاف کیا کہ یہ میری ماں کی بددُعا کا نتیجہ ہے، قِصّہ یوں ہوا کہ میں نے بچپن میں ایک چِڑیا پکڑی اور اُس کی ٹانگ میں ڈوری باندھ دی، اِتّفاق سے وہ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر اُڑتے اُڑتے ایک دیوار کی دراڑ میں گھس گئی مگر ڈوری باہر ہی لٹک رہی تھی، میں نے ڈوری پکڑ کر زور سے کھینچی تو چِڑیا پھڑ کتی ہوئی باہر نکل پڑی، مگر بے چاری کی ٹانگ ڈوری سے کٹ چکی تھی، میری ماں نے یہ دردناک منظر دیکھا تو صدمے سے تڑپ اُٹھی اور اُس کے منہ سے میرے لئے یہ بددُعا نکل گئی: ''جس طرح تونے اِس بے زبان کی ٹانگ کاٹ ڈالی، اللہ عَزَّوَجَلَّ تیری ٹانگ کاٹے۔'' بات آئی گئی ہوگئی، کچھ عرصے کے بعد تحصیلِ علم کیلئے میں نے ''بُخارا'' کا سفر اختیار کیا، اِثنائے راہ سُواری سے گر پڑا، ٹانگ پر شدید چوٹ لگی، ''بُخارا'' پہنچ کر کافی علاج کیا مگر تکلیف نہ گئی بالآخر ٹانگ کٹوانی پڑی۔ (اور یوں ماں کی بددعا رنگ لائی)

(حیاۃ الحیوان الکبریٰ، ۲/ ۱۶۳)

حشرات الارض کے حقوق (Rights)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو نہ صرف انسانوں بلکہ تمام مخلوقات کے ساتھ رحم و کرم اور انصاف کا حکم دیتا ہے، اور اسی بنا پر حشرات الارض (insects) یعنی چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے کے ناطے اسلامی تعلیمات میں قابلِ توجہ مقام رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر ایک شخص کو چیونٹیوں کے بِل کو آگ لگاتے دیکھا تو آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آگ سے عذاب دینا صرف اللہ کا حق ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ حشرات کو بھی بلا وجہ تکلیف دینا اسلام میں ناپسندیدہ فعل ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے چیونٹی اور مینڈک کو بلا ضرورت قتل کرنے سے منع فرمایا، کیونکہ یہ سب مخلوقات اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہیں اور کائنات کے نظام میں ان کا ایک اہم کردار ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اگر کوئی جاندار نقصان دہ نہ ہو تو اسے محض تفریح یا ظلم کے طور پر مارنا گناہ ہے، البتہ اگر کوئی حشرہ تکلیف دہ یا مضر ہو تو اسے ضرورت کے تحت ہلاک کرنے کی اجازت ہے، مگر اس میں بھی غیر ضروری اذیت سے بچنا لازم ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصے میں قرآن کریم نے چیونٹی کا ذکر اس انداز میں کیا ہے کہ وہ اپنی قوم کو خبردار کر رہی تھی، جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان حشرات میں بھی شعور اور احساس کی ایک سطح موجود ہے اور یہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ غرض اسلام کا مجموعی مزاج یہ ہے کہ ہر جاندار کے ساتھ رحمت اور

توازن کا برتاؤ کیا جائے، کیونکہ ساری کائنات اللہ کی امانت ہے اور انسان اس کا خلیفہ ہونے کے ناطے ہر مخلوق کے حقوق کا نگہبان ہے۔

چیونٹیوں کے بھی حقوق ہیں

صحابیٔ رسول حضرتِ سیّدُنا ابو طریف عَدی بن حاتِم طائی رضی اللہ عنہ چیونٹیوں کے لئے روٹی چورا کر کے رکھا کرتے تھے، اور فرماتے تھے: یہ بھی ہماری پڑوسی ہیں، اِن کا بھی حق ہے۔

(شعب الایمان، الباب الخامس والسبعون، ۷/ ۴۸۳، رقم:۹۷ـ۱۱۰۷۸)

سیکھنے کی باتیں

یہ واقعہ بظاہر بہت سادہ معلوم ہوتا ہے، مگر اپنے اندر انسانیت، رحم دلی، ماحول دوستی اور مخلوقِ خدا کے حقوق کا ایک گہرا پیغام رکھتا ہے۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابی تھے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے یہ سیکھا تھا کہ دنیا کی ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے، اور ہر مخلوق کے کچھ حقوق ہیں۔ اسی احساس کے تحت وہ چھوٹی سی مخلوق یعنی چیونٹیوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے لیے باقاعدہ روٹی کا چورا رکھتے تھے۔

ان کا یہ فرمان کہ "یہ بھی ہماری پڑوسی ہیں" ایک غیر معمولی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ عام طور پر انسان پڑوسی کا تصور صرف انسانوں تک محدود سمجھتا ہے، مگر حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے اس دائرے کو وسیع کر کے ہمیں یہ سکھایا کہ

ہمارے ارد گرد موجود ہر جاندار کسی نہ کسی درجے میں ہمارے ماحول کا حصہ اور ہمارے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

صحابہ کرام کا مائنڈ سیٹ (Mindset)

یہ صرف چیونٹیوں کو کھانا دینا نہیں تھا بلکہ یہ ایک مکمل مائنڈ سیٹ (mindset) تھا، جو احساسِ ذمہ داری، رحم اور اجتماعی شعور پر قائم تھا۔ آج کی ماڈرن (modern) دنیا میں جب انسان تیزی سے خود غرضی، مادہ پرستی اور بے حسی کی طرف بڑھ رہا ہے، یہ واقعہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ مہذب ہونے کا مطلب صرف بڑی ٹیکنالوجی (technology) حاصل کرنا نہیں بلکہ چھوٹی مخلوق کے حق کو بھی پہچاننا ہے۔ یہ قول اس بات کی دلیل بھی ہے کہ اسلام صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ ایک مکمل لائف اسٹائل (lifestyle) ہے، جو انسان کو زمین کی ہر مخلوق کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔

ہر جاندار کا احترام ضروری ہے

یہ واقعہ سکھاتا ہے کہ دنیا کی کوئی مخلوق بے مقصد نہیں۔

آج کی سائنس (science) بھی ثابت کرتی ہے کہ چیونٹیاں ماحول کے توازن میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ چھوٹی مخلوق کو حقیر سمجھ کر نقصان پہنچانا درست نہیں۔ آج پوری دنیا انوائرمنٹ (environment) کے تحفظ کی بات کرتی ہے۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا عمل ہمیں بتاتا ہے کہ ماحول دوستی

صرف بڑے منصوبوں سے نہیں بلکہ روزمرہ کے چھوٹے رحم دلانہ اعمال سے شروع ہوتی ہے۔

اسی طرح حسن سلوک کے اعتبار سے پڑوسی صرف وہ نہیں جو گھر کے ساتھ رہتا ہو۔ ہمارے ارد گرد موجود جانور، پرندے اور دیگر مخلوقات بھی ہمارے ماحول کے شریک ہیں۔ یہ ایک خوبصورت کونسیپٹ(concept)ہے جو انسانی سوچ کو وسعت دیتا ہے۔

ایموشنل انٹیلی جنس(Emotional Intelligence)

چیونٹیوں کو چند ذرات دینا بظاہر معمولی کام ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑا اجر بن سکتا ہے۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ کوالٹی(quality)کی اہمیت ہے، اگرچہ مقدار میں کم ہو۔ آج انسان صرف اپنے مفاد تک محدود ہوتا جا رہا ہے۔ یہ واقعہ ہمیں سوشل(social)ذمہ داری کا احساس دیتا ہے کہ انسان کو اپنے ارد گرد کی ہر مخلوق کا خیال رکھنا چاہیے۔ جس دل میں چھوٹی مخلوق کے لیے رحم ہو، وہ انسانوں کے لیے بھی خیر خواہ ہوتا ہے۔ یہی اصل ایموشنل انٹیلیجنس(emotional intelligence)ہے۔

آج دنیا ترقی کو بڑی عمارتوں اور جدید سسٹم(system)سے ماپتی ہے۔ مگر حقیقی ترقی یہ ہے کہ انسان کے دل میں مخلوقِ خدا کے لیے درد ہو۔ آج کے ڈیجیٹل(digital)دور میں انسان اس قدر مصروف ہو چکا ہے کہ اسے اپنے ارد گرد کی چھوٹی مخلوق تک نظر نہیں آتی۔ یہ واقعہ ہمیں ایک طاقتور ریمائنڈر

(reminder) دیتا ہے کہ انسان کی عظمت اس کے علم، دولت یا طاقت سے نہیں بلکہ اس کے رحم دل ہونے سے پہچانی جاتی ہے۔ اگر ہم اپنے روزمرہ معمولات میں تھوڑی سی جگہ دوسروں، حتیٰ کہ چھوٹی مخلوق کے لیے نکال لیں تو ہمارا معاشرہ زیادہ نرم دل، مہذب اور متوازن بن سکتا ہے۔ اصل سبق یہی ہے کہ جو انسان چیونٹی کے حق کو پہچان لیتا ہے، وہ انسانوں کے حقوق بھی کبھی پامال نہیں کرتا۔

وائز (Wise) چیونٹی

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکروں کے ساتھ طائف یا شام میں اس وادی پر سے گزرے جہاں چیونٹیاں بکثرت تھیں۔ جب چیونٹیوں کی ملکہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو دیکھا تو وہ کہنے لگی: اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ، کہیں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر بے خبری میں تمہیں کچل نہ ڈالیں۔ ملکہ نے یہ اس لئے کہا کہ وہ جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہیں، عدل کرنے والے ہیں، جبر اور زیادتی آپ علیہ السلام کی شان نہیں ہے۔ اس لئے اگر آپ علیہ السلام کے لشکر سے چیونٹیاں کچلی جائیں گی تو بے خبری ہی میں کچلی جائیں گی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ گزرتے ہوئے اس طرف توجہ نہ کریں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی یہ بات تین میل سے سن لی اور ہوا ہر شخص کا کلام آپ کی مبارک سماعت تک پہنچاتی تھی جب آپ علیہ السلام چیونٹیوں کی وادی کے قریب پہنچے تو آپ علیہ السلام نے اپنے لشکروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے گھروں میں داخل ہو گئیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ سفر ہوا پر نہ تھا بلکہ پیدل اور سواریوں پر تھا۔

(جلالین، النمل، تحت الآیۃ:۱۸، ص۳۱۸، خازن، النمل، تحت الآیۃ:۱۸، ۳ / ۴۰۵، ملتقطاً)

اللہ تعالی نے اس واقعے کو قرآنِ مجید میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ(۱۸) فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا

ترجمہ: یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے، ایک چیونٹی بولی: اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور اُن کے لشکر بے خبری میں، تو اُس کی بات سے مسکرا کر ہنسا۔

(پ۱۹، النمل:۱۸، ۱۹)

سیکھنے کی باتیں

یہ واقعہ قرآنِ کریم میں بیان ہونے والے ان عظیم واقعات میں سے ہے جو ہمیں قیادت، رحم دلی، ماحول کی حفاظت اور کمزور مخلوق کے حقوق کے بارے میں قیمتی اسباق دیتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نہ صرف انسانوں بلکہ پرندوں اور جانوروں کی زبان بھی سمجھتے تھے۔ جب انہوں نے ایک چیونٹی کی اپنے ساتھیوں کے لیے فکر مندی دیکھی تو اپنے پورے لشکر کو روک دیا تاکہ کسی چیونٹی کو نقصان نہ پہنچے۔

لیڈرشپ (Leadership) کو کیسا ہونا چاہیے؟

اندازہ لگائیں! حضرت سلیمان علیہ السلام ایک عظیم بادشاہ اور نبی ہیں۔ ان کے پاس

طاقت، حکومت اور بڑا لشکر ہے، لیکن انہوں نے اپنی طاقت کا استعمال کمزور مخلوق کو بچانے کے لیے کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی قائد اور لیڈر (Leader) وہ ہے جو طاقتور ہونے کے باوجود کمزوروں کے حقوق کا محافظ ہو۔ آج دنیا میں اکثر طاقت کو برتری کی علامت سمجھا جاتا ہے، لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے دکھایا کہ طاقت کے ساتھ رحم اور نرمی بھی ضروری ہے۔ یہی اسلامی کردار کی اصل خوبصورتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک معمولی چیونٹی کی بات کو سن کر اس کو بھی اہمیت دی۔ اتنی بڑی سلطنت کے مالک ہونے کے باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک چیونٹی کی بات کو اہم سمجھا۔ یہ عاجزی اور انکساری کا ایسا نمونہ ہے جس کی آج کے دور میں مثال ناپید (rare) ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیاب قائد صرف بولتا نہیں بلکہ دوسروں کی بات بھی توجہ سے سنتا ہے۔

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ صرف انسان ہی نہیں بلکہ ہر جاندار اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ ایک چھوٹی سی چیونٹی کی جان بھی اہم ہے۔ آج کے دور میں یہ تعلیم ہمیں جانوروں، پرندوں اور دیگر مخلوقات کے ساتھ حسنِ سلوک کا درس دیتی ہے۔ چیونٹیوں کی بستی کو محفوظ رکھنے کے لیے پوری آرمی (Army) روک دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام فطرت اور ماحول کی حفاظت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اس کے نزدیک ایک چھوٹی سے مخلوق چیونٹی کی بھی اہمیت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹیوں کو معمولی مخلوق سمجھ کر نظر انداز نہیں کیا بلکہ ان کے حق کا احترام کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انصاف کا دائرہ ہر مخلوق تک پھیلا ہوا ہے۔

ٹیم ورک ــــ(Team Work)

چیونٹی نے اپنی قوم کو خطرے سے آگاہ کیا اور سب کو منظم انداز میں گھروں میں داخل ہونے کا مشورہ دیا۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ کامیاب معاشرے باہمی تعاون، ٹیم ورک(Team Work)اور نظم وضبط سے ترقی کرتے ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ چیونٹی نے صرف اپنی جان کی فکر نہیں کی بلکہ پوری بستی کو خبردار کیا۔ یہ احساسِ ذمہ داری آج کے معاشرے میں بھی ضروری ہے کہ انسان صرف اپنی نہیں بلکہ دوسروں کی حفاظت اور بھلائی کا بھی خیال رکھے۔

چیونٹی نے واضح اور بروقت پیغام دیا، جس سے پوری قوم محفوظ ہو گئی۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ درست وقت پر درست معلومات(correct information)دینا بڑی کامیابی کا سبب بنتا ہے۔

ڈیئر ریڈرز!

الغرض یہ واقعہ ہمیں بتاتا ہے کہ ایک ترقی یافتہ اور مہذب معاشرہ صرف بڑی عمارتوں، جدید ٹیکنالوجی اور معاشی ترقی سے نہیں بنتا بلکہ رحم، عدل، ذمہ داری اور تمام مخلوقات کے احترام سے بنتا ہے۔ اگر آج کے افراد، اساتذہ، والدین اور قائدین حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس طرزِ عمل کو اپنا لیں تو معاشرے میں امن، محبت اور باہمی احترام کو فروغ مل سکتا ہے۔ اس واقعے کا سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھوٹی سے چھوٹی مخلوق بھی اہم ہے، اس لیے ایک مسلمان کو ہر جاندار کے ساتھ شفقت اور ذمہ داری کا معاملہ کرنا چاہیے۔

نبی علیہ السلام کی لِسنگ پاور(Listening Power)

تین میل دور سے چیونٹی کی اتنی ہلک علیہ السلام آواز کو سن لینااللہ تعالی کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے اور اللہ تعالی کے حکم سے اللہ تعالی کے نبیوں اور ولیوں کی سننے اور دیکھنے کی طاقت عام لوگوں کی سننے اور دیکھنے کی طاقت سے بہت زیادہ ہوا کرتی ہے۔آپ غور کیجئے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی سننے کی قوت اتنی ہے تو پھر تمام نبیوں کے سردار اور سب سے افضل ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی سننے اور دیکھنے کی طاقت کا عالم کیا ہو گا!

اللہ عزوجل کے نبی ظلم نہیں کرتے

اس واقعہ سے یہ بھی پتا چلا کہ ایک چیونٹی بھی جانتی ہے کہ اللہ عزوجل کے نبی کسی پر ظلم وزیادتی نہیں کرتے اس لیے اُس نے دوسری چیونٹیوں سے کہا کہ ''اپنے گھروں میں چلی جاؤ ورنہ بے خبری میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر تمہیں کچل نہ دے۔''کیونکہ جان بوجھ کر تو وہ ایسا ہر گز نہیں کریں گے۔لہٰذا ہمیں بھی بے زبان جانوروں پر رحم کرنا چاہیے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ چیونٹیوں اور اس جیسے دوسرے نقصان نہ دینے والے کیڑوں کو بِلا وجہ مارنا اور ان پر ظلم نہیں کرنا چاہیے۔ایک بار بانئ دعوتِ اسلامی،امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَت بَرَکاتُہم العالیہ واش بیسن (Wash Basin) پَر ہاتھ دھونے کیلئے پہنچے مگر رُک گئے،، پھر فرمایا کہ واش بیسن میں چند چیونٹیاں رِینگ رہی ہیں،اگر میں نے ہاتھ دھوئے تو یہ بہہ کر مر جائیں

گی، لہٰذا کچھ دیر انتظار فرمانے کے بعد جب چیونٹیاں آگے پیچھے ہو گئیں تو پھر آپ دَامَت بَرَکَاتُہم العالیہ نے ہاتھ دھوئے

چیونٹیوں کو مارنے کے متعلق استفتاء

ہمارے گھر میں بہت زیادہ چیونٹیاں ہیں ہر کھانے پینے والی چیز پر چڑھ جاتی ہیں، حالانکہ مکمل طور پر صفائی ہوتی ہے اور ہر چیز ڈھانپ کے رکھی جاتی ہے، پانی کی بوتلوں، بچوں کے دودھ کے ڈبوں پر چڑھ جاتی ہیں، یہاں تک کہ دیوار سے بیڈ پر آجاتی ہیں جس کی وجہ سے بہت پریشانی ہوتی ہے انہیں مارتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے، اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

یادرہے چیونٹیوں کو بلاوجہ مارنا مکروہ ہے البتہ چیونٹیاں جب ضرر دیں تو انہیں مارنا، جائز ہے، ضرر کا مطلب صرف کاٹنا ہی نہیں بلکہ اس میں دیگر چیزیں بھی داخل ہیں جیسے کھانا خراب کردینا وغیرہ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں اگر ایسی صورتحال ہے کہ چیونٹیاں کھانے کی اشیاء میں آجاتی ہیں تو انہیں مارنے کی اجازت ہے۔اور بہتر یہ ہے کہ کوئی ایسا انتظام کیا جائے کہ چیونٹیاں آئیں ہی نہ تاکہ بار بار اس اذیت سے نہ گزرنا پڑے۔چنانچہ المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی میں علامہ ابوالمعالی برھان الدین محمود بن احمد بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ البخاری الحنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی (المتوفی:616 ہجری) فرماتے ہیں

”تکلم المشائخ فی النملة قال الصد الشہید والمختار للفتوی انہا اذا ابتدأت بالاذی فلا بأس بقتلہا وان لم تبتدئ یکرہ قتلہا“

یعنی مشائخ نے چیونٹی (کو مارنے) میں کلام کیا ہے، صدر الشہید رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا فتوی کے لیے مختار یہ ہے کہ اگر چیونٹی ایذا پہنچائے تو اس کو مارنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ ایذاء نہ دے تو اس کو مارنا مکروہ ہے۔

(المحیط البرہانی، جلد:5، صفحہ:381، مطبوعہ: بیروت)

جانوروں کا نام رکھنے کا شرعی حکم

جانوروں کا نام رکھنا سُنّت سے ثابت ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک اونٹنی کا نام ”قصواء“، حمار (گدھے) شریف کا نام ”یعفور“، خچر مبارک کا نام ”دُلدُل“ تھا۔

(مدنی مذاکرہ، 5 ذوالحجۃ الحرام 1436ھ، بمطابق 19 ستمبر 2015ء)

وہ جانور جن پر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے سواری کی

ڈئیر ریڈرز!

آیئے اب آپ کو ہم ان چند جانوروں کے نام بتاتے ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری فرمائی

بُراق

برق کا مطلب ہے بجلی اِسے بجلی کی مانند تیز رفتار ہونے کی وجہ سے بُراق کہا جاتا ہے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ یہ جانور گدھے سے قدرے بُلند اور خچر (mule) سے قدرے چھوٹا ہے (یعنی درمیانہ قد ہے) اور جہاں اس کی نظر کی انتہاء ہے وہاں اس کا قدم پڑتا ہے۔

(مسلم، ص87، حدیث:411)

یہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے ساتھ ساتھ آپ کا معجزہ بھی ہے۔ اِس انوکھی اور جنتی سُواری پر حضورِ پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشہور قول کے مطابق 27 رجب المرجب کو مکّہ سے بیت المُقدّس تک سفر فرمایا

(سیرتِ مصطفٰے، ص736)

اس کا رنگ سفید، سینہ مثلِ یاقوت سرخ، اور پرندوں کی طرح دو بازو تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، 7 / 422، حدیث:60)، (سیرتِ حلبیہ، 1 / 521، اخبار مکہ للازرقی، 1 / 54)

گھوڑے (Horses)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھوڑے پسند تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری بننے کا شرف حاصل کرنے والے گھوڑوں کا مختصر تعارف کچھ یوں ہے:

(1) سَکْب

یہ پہلا گھوڑا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں آیا۔ آپ نے اسے بنو فَزارہ کے ایک شخص سے دس اَوْقِیہ میں خریدا تھا اور غزوۂ اُحُد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی پر سوار ہو کر شرکت فرمائی تھی۔

(2)سَبْحَه

امام ابن سیرین علیہ رحمۃ اللہ المُبِین فرماتے ہیں: یہ گھوڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اَعْرابی سے خریدی تھی۔اس گھوڑی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوڑ میں مقابلہ کیا اور یہ دوڑ میں آگے نکل گئی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت مسرور ہوئے۔

(3)لِزَازُ

یہ گھوڑا آپ کو مُقَوْقس (والیِ مصر) نے تحفہ میں دیا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اس کی سیاہ رنگت کی وجہ سے پسند فرماتے تھے۔آپ اکثر اِسی پر سوار ہو کر غزوات میں تشریف لے جاتے۔

(4)بَحْرُ

یہ گھوڑا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن سے آئے ہوئے تاجروں سے خریدا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گھوڑے پر سوار ہو کر بارہا گھڑدوڑ میں سَبْقت کی۔(یعنی سب سے آگے رہے)

(5)المُرْتَجِزُ

یہ وہی گھوڑا ہے جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرتِ خُزیمہ کی شہادت (گواہی) کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔(حضرتِ خُزیمہ رضی اللہ عنہ کی سیرت جاننے کے لئے راقم کی کتاب "صاحبِ ذو شهادت خُزيمه بن ثابت" کا مطالعہ مفید رہے گا)

(6)ظَرِبُ

یہ گھوڑا حضرتِ سیّدُنا فروہ بن عمرو جذامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو تحفہ دیا تھا۔

(7)لُحَیْفُ

یہ آپ کو عامر بن مالک عامری نے تحفہ دیا تھا۔

(8)وَرْدُ

یہ آپ کو تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحفہ دیا تھا۔

(9) مِرْوَاح

حضرت سیّدُنا مرداس بن مؤیلک بن واقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفد کی صورت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ گھوڑا تحفہ میں پیش کیا۔ کتبِ سیرت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزید ان گھوڑوں کے نام بھی ذکر کئے گئے ہیں:

(10)یَعْبُوْب (11)ذوالِلِمّہ (12)ذُوالْعُقّال (13)سِرحَان

(14)طِرْف (15)مِرْتَجَل (16)سِجل (17)مُلاوِح (18)مَنْدُوْب

(19)نَجِیْب (20)یَعْسُوْب۔

(زرقانی علی المواہب، 5 / 97 تا 105، سبل الھدیٰ والرّشاد فی سیرت خیر العباد، 7 / 414 تا 419، مدارج النبوۃ، 3 / 624 تا 628، السیرۃ النبویہ لابن کثیر، 4 / 713)

خچر (Mule)

حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملکیت میں درج ذیل 6 خچّر تھے:

(1)دُلْدُلْ

یہ سیاہی مائل سفید رنگ کا خچّر مُقَوقِس (والی مصر) نے آپ کی بارگاہِ عالیہ میں تحفۃً پیش کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سفر میں اس پر سوار ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد حضرتِ سیّدُنا علی رضی اللہ تعالی عنہ اس پر سواری کرتے رہے اس کے بعد حضرتِ سیّدُنا امام حسن مجتبی رضی اللہ تعالی عنہ کو ملا۔

(2) فِضّہ

یہ فروہ بن عمرو جذامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو پیش کیا تھا۔

(3) وہ خچر جو ایلہ کے بادشاہ ابن ُالعَلماء نے آپ کو تحفہ میں دیا، یہ سفید رنگ کا تھا، اسے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سواری بننے کا شرف حاصل ہوا۔

(4) وہ خچر جو شاہِ حَبش نَجاشی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تحفۃً پیش کیا۔

(5) وہ خچر جو دُومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر بن عبد الملک نے آپ کو تحفہ میں بھیجا۔

(6) وہ خچر جو شاہِ کسریٰ نے آپ کی بارگاہ میں تحفۃً پیش کیا۔

(زرقانی علی المواہب، 5 / 106، مدارج النبوۃ، 3 / 630، سبل الھدیٰ والرشاد، 7 / 422)

دراز گوش

دراز گوش یعنی گدھا انبیا اور رسولوں کی سواری ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملکیت میں بھی دو دراز گوش تھے

(1) عُفَیْرُ

یہ دراز گوش مقوقس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تحفہ میں بھیجا تھا۔

(2) یَعْفُوْر

عاشقِ رسول دراز گوش یعفور نامی دراز گوش آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خیبر میں ملا تھا۔ اس نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسول اللہ! میرا نام یزید بن شہاب ہے اور میرے باپ داداؤں میں ساٹھ ایسے گدھے گزرے ہیں جن پر نبیوں نے سواری فرمائی ہے۔ آپ بھی اللہ کے نبی ہیں لہٰذا میری تمنّا ہے کہ آپ کے بعد دوسرا کوئی میری پُشت پر نہ بیٹھے۔ یعفور کی یہ تمنا اس طرح پوری ہوئی کہ وفاتِ اقدس کے بعد یعفور شدّتِ غم سے نڈھال ہو کر ایک کنوئیں میں گر پڑا اور فوراً ہی موت سے ہمکنار ہو گیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یعفور کو بھیجا کرتے تھے کہ فلاں صحابی کو بلا کر لاؤ تو یہ جاتا تھا اور صحابی کے دروازہ کو اپنے سَر سے کھٹکھٹاتا تھا تو وہ صحابی یعفور کو دیکھ کر سمجھ جاتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے بلایا ہے چنانچہ وہ فوراً ہی یعفور کے ساتھ دربارِ نبوی میں حاضِر ہو جایا کرتے تھے۔

(الشفا، 1 / 314 تفسیر روح البیان، پ14، النحل، تحت الاٰیۃ: 8 ، 5 / 11، زرقانی علی المواہب 5 / 108)

اونٹ

مُکْتَسَبْ

یہ ابو جہل کا اونٹ تھا جو غزوۂ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بطورِ غنیمت ملا۔ آپ اس پر جہاد کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میدانِ عَرَفات میں سُرخ اونٹ پر جلوہ افروز ہوئے۔

(سیرتِ محمدیہ، 2 / 393، زرقانی علی المواہب، 5 / 111، سبل الھدیٰ والرّشاد، 7 / 429)

اونٹنیاں (She Camels)

(1) قَصْویٰ

جسے حضرتِ سیّدُنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سو درھم کے بدلے خریدا تھا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ہی رہی۔ اسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکّۂ معظّمہ سے مدینۂ منورہ ہجرت فرمائی۔

(2) عَضْبَاء

جس کے بارے میں روایت ہے کہ یہ کبھی دوڑ میں کسی اونٹ سے پیچھے نہیں رہی تھی۔ ایک مرتبہ ایک اَعرابی کے اُونٹ سے دوڑ میں پیچھے رہ گئی، جس پر مسلمانوں کو بہت افسوس ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کا یہ حال جان لیا اور ارشاد فرمایا: اللہ پر یہ حق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی بُلند ہو اسے پَست کر دے۔

(بخاری،2 / 274،حدیث:2872)

عَضْباء نے آپ کی وفات کے بعد غم میں نہ کچھ کھایا، نہ پیا اور وفات پا گئی۔ بعض روایات کے مطابق قیامت کے دن اسی اونٹنی پر سوار ہو کر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدانِ محشر میں تشریف لائیں گی۔

(3) جَدْعَا

اس پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃُ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔

(4) صَھْبَاء

حجۃُ الوداع کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس اونٹنی پر سوار ہو کر رَمی فرمائی تھی یعنی مِنیٰ کے مقام پر شیطان کو کنکریاں ماری تھیں۔

(تفسیرِ روح البیان، پ14، النحل، تحت الاٰیۃ: 7 ، 5 / 8، الانوار فی شمائل النبی المختار1 / 604، سبل الھدیٰ والرّشاد، 7 / 428، زرقانی علی المواہب، 5 / 110)

اس کے علاوہ علمائے کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مزید ان اونٹنیوں کے نام بھی ذِکر فرمائے ہیں:

(5)مھرا (6)اَطْلَال (7)اَطراف (8)بردہ (9)بُغُوم (10)برکہ

(11)حَنَّاء (12)زمزم (13)رَیَّا (14)سَعْدِیہ (15)سُقْیا

(16)سمرا (17)شَقرا (18)عَجرہ (19)عُرَیْس (20)غوثہ

(21)قمریہ (22)مروہ (23)مُھرہ (24)وُرشہ (25)یَسیریہ۔

(زرقانی علی المواہب، 5 / 111)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پالتو جانور

سفید رنگ کا مرغا کے علاوہ دودھ دینے والی دس بکریاں بھی تھیں جنہیں سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا چرایا کرتی تھیں ان بکریوں کے نام یہ تھے۔

بَرَکہ، زمزم، قمر، وَرشہ، عجرہ، اَطراف، سُقیاء، اَطلال، یمن، غوثہ یا غَیثہ۔

اس کے ساتھ ساتھ بیس 20 اونٹیاں دودھ دینے والی تھی جو مدینہ سے باہر چرا کرتی تھیں اور روزانہ رات کو دو بڑے مشکیزے دودھ کے لائے جاتے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، 5/109-112، ملتقطا و ملخصا)

فقہ میں انیمل رائیٹس

حصولِ نفع کے لئے اگرچہ شریعت نے جانور ذبح کرنے کی اجازت دی ہے لیکن اس عمل کے دوران ہر ایسے کام سے منع بھی کیا ہے جو جانور کے لئے بلا سبب تکلیف کا باعث بنے، چنانچہ صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہنچے مکروہ ہے مثلاً جانور میں ابھی حیات باقی ہو ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنا اس کے اعضا کاٹنا یا ذبح سے پہلے اس کے سر کو کھینچنا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں یا گردن کو توڑنا یوہیں جانور کو گردن کی طرف سے ذبح کرنا مکروہ ہے بلکہ اس کی بعض صورتوں میں جانور حرام ہو جائے گا۔

(الھدایۃ، کتاب الذبائح، ۲/۳۵۰)(بہار شریعت، ۳/۳۱۵)

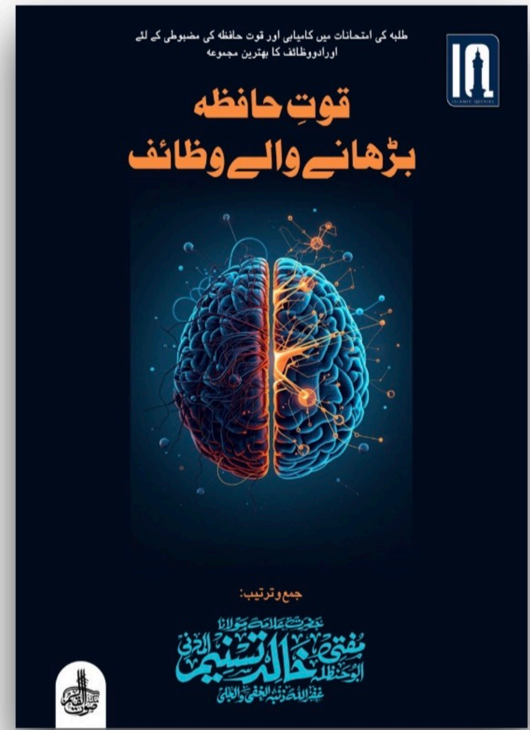
اس طرح ذبح کرے کہ چاروں رگیں کٹ جائیں یا کم سے کم تین رگیں کٹ جائیں۔ اس سے زیادہ نہ کاٹیں کہ چھری گردن کے مہرہ تک پہنچ جائے کہ یہ بے وجہ کی تکلیف ہے پھر جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے یعنی جب تک اس کی روح بالکل نہ نکل جائے اس کے نہ پاؤں وغیرہ کاٹیں نہ کھال اُتاریں۔

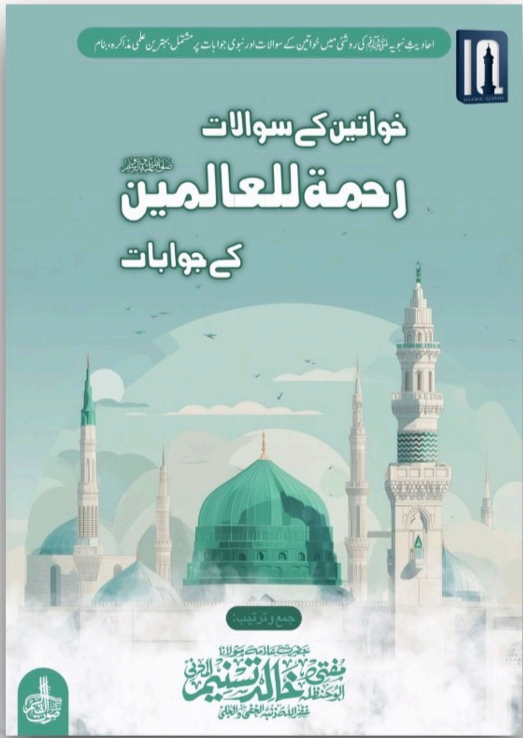
(البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، ۲/۵۷)(بہار شریعت، ۳/۳۵۳)

موذی جانور بھی ہلیپ (Help) کرتے ہیں

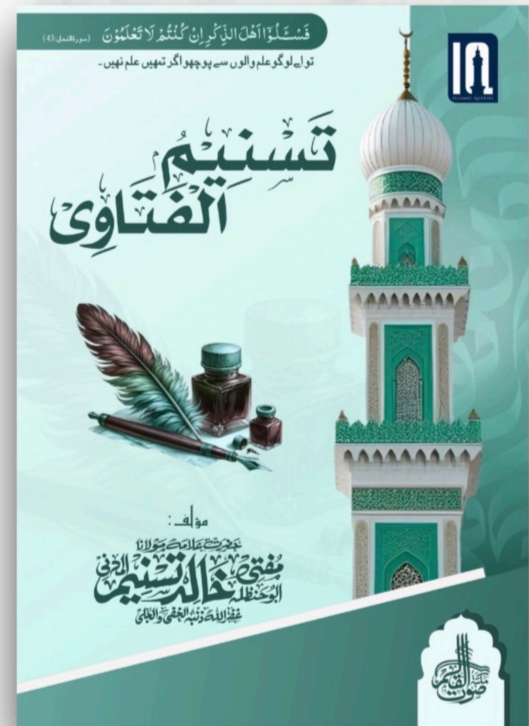
علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی لکھتے ہیں کہ میں نے کم عمری کے زمانے میں دریائے نیل میں تیرنا شروع کردیا، دریا چڑھا ہوا تھا لہٰذا میں جلد ہی تھک گیا اور ڈوبنے لگا۔ ٹھیک اسی وقت اللہ عزوجل نے ایک مگرمچھ کو بھیج دیا جو میرے پاؤں کے نیچے آ ٹھہرا جس سے میں نے سکون کا سانس لیا اور سمجھا کہ میرے پاؤں کسی چٹان پر ہیں۔ پھر وہ مگرمچھ پانی کی سطح پر آکر تیرنے لگا اور مجھے سہارا دیتا رہا یہاں تک کہ میں کنارے تک پہنچ گیا۔ اس مگرمچھ نے ڈُبکی لگائی اور میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، یہ اللہ عزوجل کا مجھ پر کرم ہوا کہ میری جان بچ گئی۔

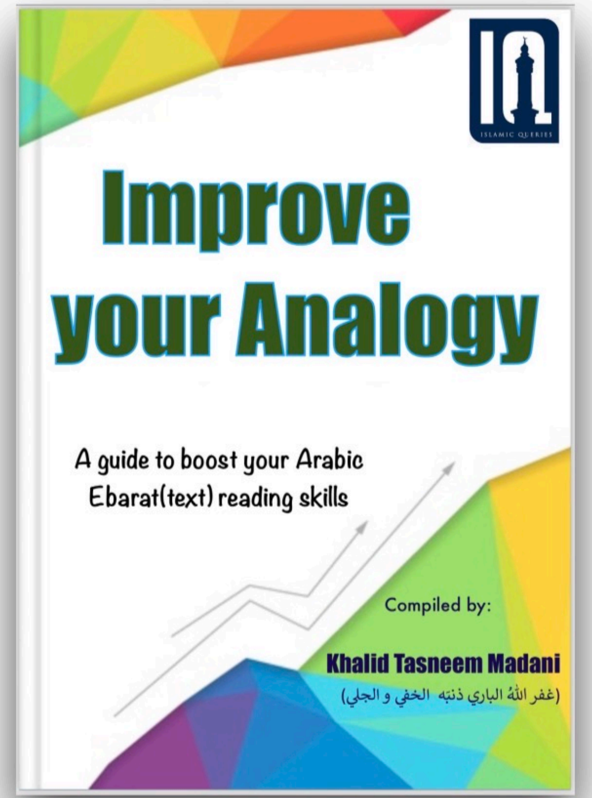
خالد تسنیم کی تالیفات

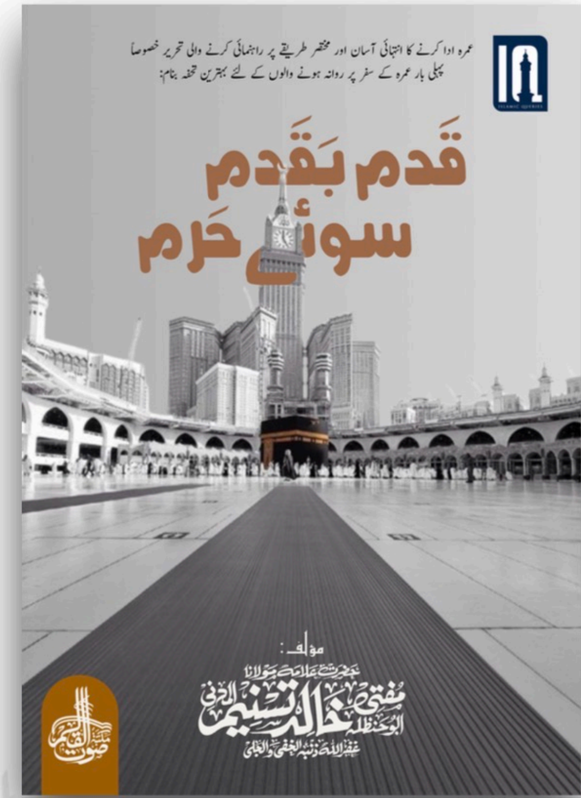






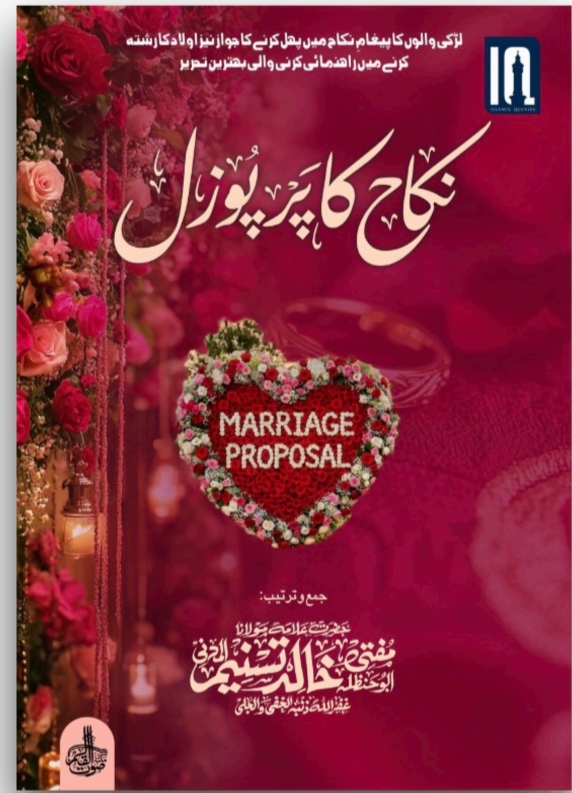


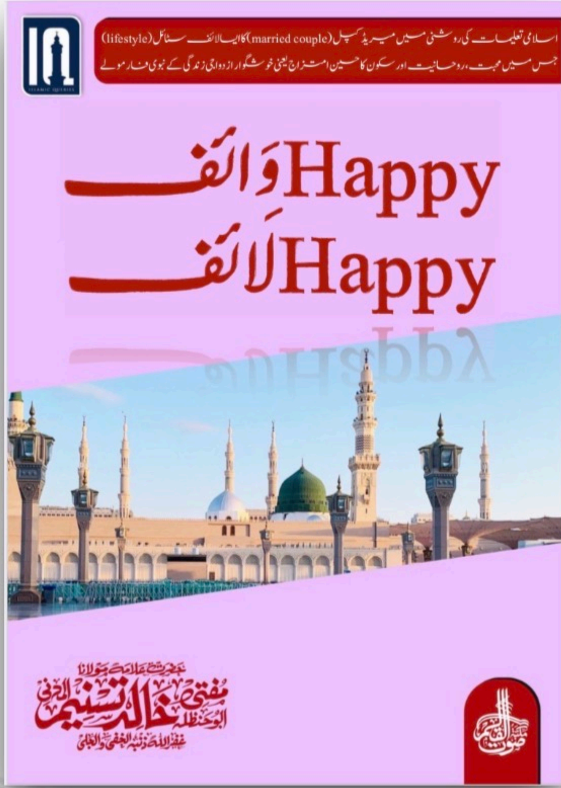

Improve
your Analogy
A guide to boost your Arabic
Ebarat(text) reading skills
Compiled by:
Khalid Tasneem Madani
(غفر الله الباري ذنبه الخفي و الجلي)

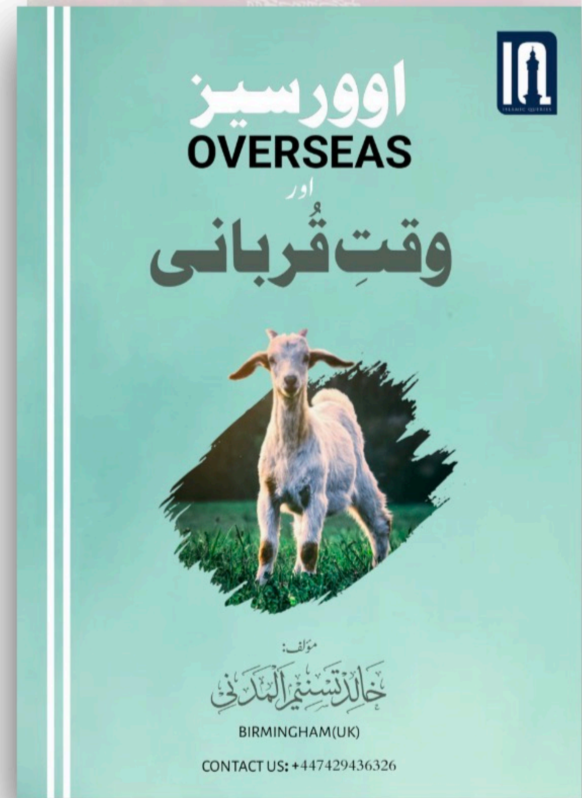

عمرہ ادا کرنے کا انتہائی آسان اور مختصر طریقے پر راہنمائی کرنے والی تحریر خصوصاً
پہلی بار عمرہ کے سفر پر روانہ ہونے والوں کے لئے بہترین تحفہ بنام:
قَدم بَقَدم سوئے حَرم
مؤلف:

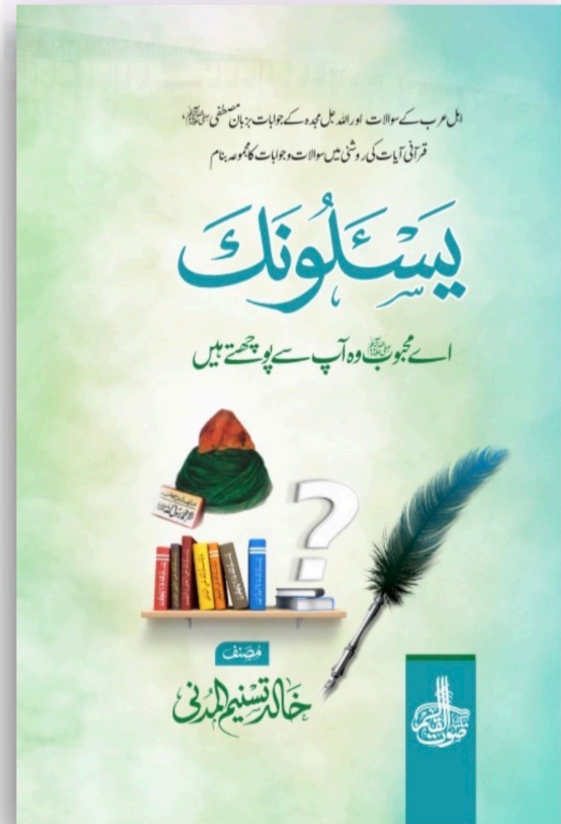

بچوں کے تحائف کا شرعی حکم
Gifts
مؤلف:
خالد تسنیم المدنی
Birmingham (UK)
contact number: +447429436326


زبدة البيان في خلاصة سور القرآن
خلاصہ
مضامین قرآن
قرآنی سورتوں کے مضامین کا خلاصہ
SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION
مؤلف:
خالد تسنیم المدنی

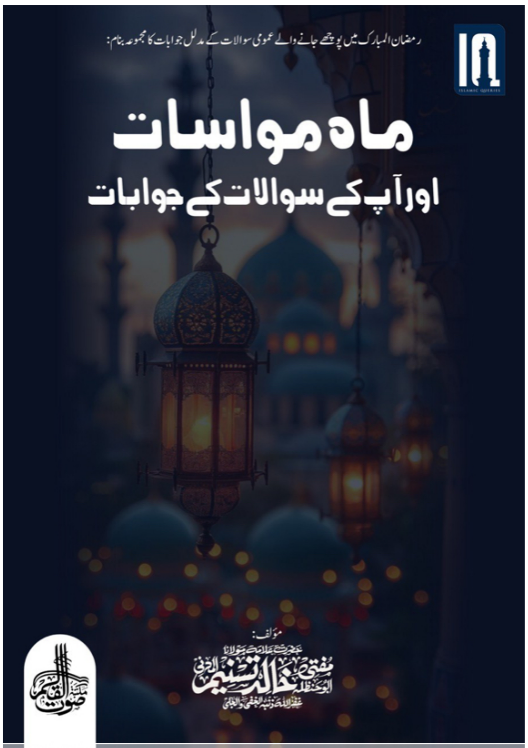

لڑکی والوں کا پیغامِ نکاح میں پہل کرنے کا جواز نیز اولاد کا رشتہ
کرنے میں راھنمائی کرنی والی بھترین تحریر
نکاح کا پرپوزل
MARRIAGE
PROPOSAL
جمع و ترتیب:

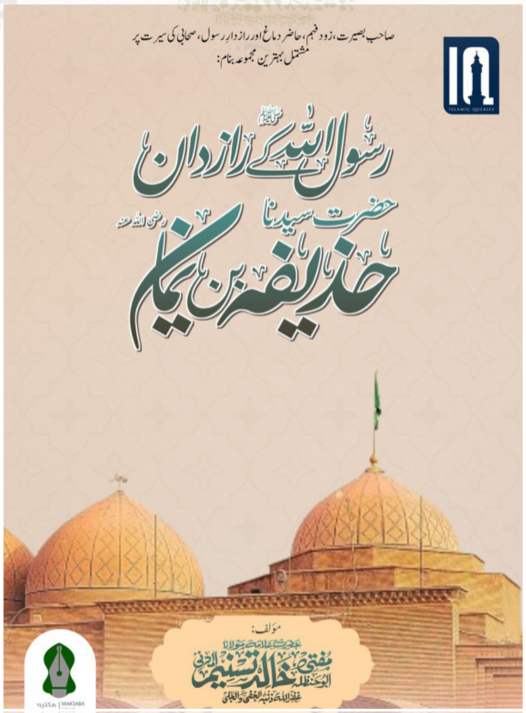

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں میریڈ کپل (married couple) کا ایسا لائف سٹائل (lifestyle)
جس میں محبت، روحانیت اور سکون کا حسین امتزاج یعنی خوشگوار ازدواجی زندگی کے نبوی فارمولے
Happy وائف
Happy لائف


اوورسیز
OVERSEAS
اور
وقتِ قُربانی
مؤلف:
خالد تسنیم المدنی
BIRMINGHAM(UK)
CONTACT US: +447429436326


اہل عرب کے سوالات اور اللہ جل مجدہ کے جوابات بزبان مصطفیٰ ﷺ،
قرآنی آیات کی روشنی میں سوالات وجوابات کا مجموعہ بنام
یسئلونک
اے محبوب ﷺ وہ آپ سے پوچھتے ہیں
مصنف
خالد تسنیم المدنی


باب الاعتکاف
ایام معدودات
اور آپ کے سوالات
مؤلف:


رمضان المبارک میں پوچھے جانے والے عمومی سوالات کے مدلل جوابات کا مجموعہ بنام:
ماہ مواسات
اور آپ کے سوالات کے جوابات


صاحب بصیرت، زود فہم، حاضر دماغ اور رازدار رسول، صحابی کی سیرت پر مشتمل بہترین مجموعہ بنام:
رسول اللہ ﷺ کے رازدان
حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ


باب صدقۃ الفطر
ایّام معدودات
اور آپ کے سوالات
مؤلف: